چارہ سازِ عالم

Forwarded with Compliments from the Department of Education Government of India.

چارہ سازِ عالم

مہدی نظمی

ہندوستان پبلیکیشنز جسّی پورہ الّو کا بھٹہ غازی آباد

تاریخ اشاعت — اگست ۱۹۸۳ء
ناشر — ہندوستان پبلیکیشنز غازی آباد
طابع — جواہر آفسٹ پریس دہلی
قیمت — تیس روپے

دنیا بھر کے مظلوموں کے نام

والد مرحوم مولانا سید اولاد حسین عرف للّن صاحب شاعر
اور والدۂ مرحومہ سیدہ رضیہ بیگم صاحبہ کی یاد میں

عرضِ مرتّب

جناب فاروق بخشی۔ ایم۔ اے

سیاست وہ سیاست نہیں ہے جو انسان کی تہذیبی ترقی کو روک دے یا امن و امان کو پامال کر کے خونریزی کی وجہ بن جائے۔ مذہب وہ مذہب نہیں ہے جو آدمی کو نیکی کے راستے سے ہٹا کر بدی کی راہ پر لے آئے، مہدی نظمی کا یہی اندازِ فکر ہے اور اسی اندازِ فکر کی بنا پر انہوں نے جہاں رامائن کی دھارمک روایت کو نظم کیا، ستگورو بابا نانک دیو کی سوانح حیات نظم کی وہاں ابنِ آدم ایسا ڈرامہ اور ابنِ مریم ایسی طویل نظم بھی کہی، اگر یہ سچ ہے کہ آدمی کی تحریریں خود اس کے کردار کی عکاس اور آئینہ دار ہوتی ہیں تو پھر مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی تکلف نہیں ہے کہ مہدی صاحب کے اپنے کردار میں رواداری کی جو لچک ہے وہ ان نظموں کے ہر شعر میں جھلکتی ہے اور روٹری کلب غازی آباد کے سابق صدر جناب وا لیچہ کے اس بیان میں بڑی سچائی ہے کہ مہدی نظمی کی شخصیت میں ہندو مسلم اتحاد کی خوشبو مہکتی ہے۔

"چارہ سازِ عالم" مہدی صاحب کی دلکش تصنیف ہے۔ ابن ادم

ایک موثر ڈرامہ ہے، ابن مریم بائبل کا منظوم خلاصہ ہے اور باقی کئی نغمات ہیں مجھے امید ہے کہ ملک کے علمی حلقوں میں مہدی صاحب کی یہ تصنیف قدر کی اسی نگاہ سے دیکھی جائے گی جس کی وہ مستحق ہے۔

چارہ سازِ عالم

جناب عبدالمالک

مہدی نظمی کسی تعارف کے محتاج نہیں، برصغیر ہند و پاک کے ممتاز شاعروں اور ادیبوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ موصوف متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ شاعر اور ادیب ہونے کے ساتھ ساتھ موصوف ممتاز صحافی بھی ہیں اور کسی ممتاز اخباروں، رسائل اور جرائد کی ادارت بحسن و خوبی انجام دے چکے ہیں۔ کسی شاعر و ادیب کا صحافی ہونا اور میدان صحافت میں بھی اپنا منفرد مقام بنا لینا ایک ایسی خوبی ہے جو شاعروں اور ادیبوں کو شاذ ہی حاصل ہوتی ہے۔

مہدی نظمی نے مختلف اصناف سخن میں طبع آزمائی کی ہے اور ہر صنف سخن کو اوجِ کمال تک پہونچا دیا ہے، مرثیہ، قصیدہ، غزل، نظم، رباعی، قطعہ غرض کہ کوئی بھی ایسی صنف سخن نہیں ہے جو ان کی دسترس سے باہر ہو کمال کی بات تو یہ ہے کہ ہر صنف سخن میں ان کا ایک منفرد مقام ہے۔ مرثیہ کو دیکھئے تو معلوم ہو گا کہ انہوں نے اپنے کو اسی صنف سخن کے لئے وقف کر دیا ہے۔ اسی طرح انکی غزلوں، قصیدوں، قطعات اور رباعیوں

کو دیکھئے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اصناف سخن ان ہی کے لئے مخصوص ہیں۔

میر انیس کو فن مرثیہ گوئی کے موجد کی حیثیت سے ایک خاص مقام حاصل ہے لیکن کلام کی فصاحت، بلاغت، سلاست، روانی اور معنی آفرینی میں مہدی نظمی اس سے آگے بڑھ گئے ہیں۔ یہی حال ان کے قصائد کا ہے۔ سودا کو اردو قصائد کا قاآنی کہا جاتا ہے۔ اردو میں وہ اس فن کے موجد تھے اس لحاظ سے انکی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن اپنے قصیدوں میں زور بیان، الفاظ کے شکوہ، فصاحت اور روانی میں مہدی نظمی نے جو مقام حاصل کیا ہے وہ اردو کے بہت کم شاعروں کو حاصل ہو سکا ہے۔

مہدی نظمی کے کلام کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ انکا منفرد رنگ و آہنگ اور خصوصی اسلوب بیان ہے۔ انہوں نے کسی شاعر کا رنگ و اسلوب اختیار کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ اپنے لئے ایک نئی راہ بنائی ہے حد تو یہ ہے کہ پرانی ڈگر سے ہٹ کر انھوں نے نئے نئے استعارات، تشبیہات اور الفاظ بھی وضع کئے ہیں۔ یہ خوبی اردو کے بہت ہی کم شاعروں میں پائی جاتی ہے۔ اور ہر شاعر و ادیب کے بس کی بات بھی نہیں ہے۔ اسکے لئے زبان پر عبور اور ذوقِ سلیم کا ہونا ضروری ہے۔ مہدی نظمی میں یہ دونوں خوبیاں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔ نئے نئے الفاظ ڈھالنے کے شوق میں وہ بعض اوقات حد سے تجاوز بھی کر جاتے ہیں اس لئے ان کے بعض اشعار ذوقِ سلیم پر

گراں گزرتے ہیں تاہم انہوں نے اردو کے ذخیرۂ الفاظ میں جو اضافہ کیا ہے اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ نئے پن کی وجہ سے جو الفاظ غیر مانوس سے معلوم ہوتے ہیں۔ رفتہ رفتہ ان الفاظ کی اجنبیت ختم ہو جائے گی اور ان کو قبولِ عام بھی حاصل ہو جائے گا۔ ہر زندہ زبان میں ردو قبول کا سلسلہ جاری رہتا ہے امتداد زمانہ کے باعث بہت سے الفاظ متروک ہو جاتے ہیں اور بہت سے الفاظ رائج ہوتے رہتے ہیں۔ ردو قبول کا یہ سلسلہ ختم ہو جائے تو زبان زندہ نہیں رہ سکتی۔ مہدی نظمی نے نئے نئے الفاظ ڈھالنے کی جو صحت مند روایت قائم کی ہے وہ اردو کے مستقبل کے لئے حوصلہ افزا ہے۔ مہدی نظمی کے اشعار میں صرف الفاظ کے اتار چڑھاؤ بندش کی چستی اور ترکیبوں کی خوبی ہی نہیں پائی جاتی۔ وہ کسی بازیگر کی طرح محض الفاظ سے نہیں کھیلتے بلکہ ان کے کلام میں سوز و گداز کے ساتھ ساتھ خلوص بھی پایا جاتا ہے۔ ان کی زندگی بہت سے نشیب و فراز سے گزری ہے۔ انہوں نے انتہائی آسودگی کی زندگی بھی گزاری ہے اور زندگی کی تلخیوں سے بھی دوچار ہوئے ہیں لیکن انہوں نے تلخیوں سے کبھی فرار کا راستہ اختیار نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ انکا کلام قنوطیت کے بوجھل پن سے پاک ہے۔ ان کے کلام میں آپ بیتی اور جگ بیتی کا بہت ہی حسین امتزاج پایا جاتا ہے وہ زندگی کے گھٹا ٹوپ اندھیرے سے بھی مایوس نہیں ہوتے بلکہ ان تاریک سمتوں سے بھی خیر کا پہلو نکال لیتے ہیں اور زندگی کی تلخیوں کو ہنس کر فراموش کر دینا

چاہتے ہیں۔

مہدی نظمی صرف شاعرو ادیب ہی نہیں بلکہ ایک کامیاب ڈرامہ نگار بھی ہیں انہوں نے متعدد کامیاب ڈرامے لکھے ہیں جو علمی حلقوں سے بھی داد و تحسین وصول کر لیتے ہیں زیر نظر ڈرامہ ابن آدم آل انڈیا ریڈیو سے نشر ہو چکا ہے اور کافی مقبول بھی ہوا ہے۔ اردو میں ڈراموں کی بہت کمی ہے اس کے تہذیبی اور ثقافتی اسباب ہیں یہاں ان اسباب کی تفصیل میں جانے کی نہ تو ضرورت ہے اور نہ ہی گنجائش ہے تاہم بلاخوف تردید کیا جا سکتا ہے کہ مہدی نظمی نے ابن آدم اور کئی دوسرے ڈرامے لکھ کر اردو میں ڈراموں کی کمی کی شکایت بڑی حد تک دور کر دی ہے۔

ڈرامہ میں اصل اہمیت کردار نگاروں کی ہوتی ہے۔ اس کے بنیادی کردار کے ساتھ ساتھ ثانوی کرداروں کی بھی ایک خاص اہمیت ہوتی ہے۔ لہذا ایک کامیاب ڈرامہ کے لئے ضروری ہے کہ اسکے تمام کردار جیتے جاگتے ہوں اور ڈرامہ نگار کے بنیادی مقصد کی خاطر خواہ طور پر ترجمانی کرتے ہوں۔ ابن آدم میں حضرت عیسیٰ کا جو کردار پیش کیا گیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ڈرامہ نگار نے سیدنا مسیح کی زندگی اور انکی تعلیمات کا کس قدر گہرا مطالعہ کیا ہے۔ ابن مریم بائبل کا منظوم ترجمہ ہے جو اردو زبان میں اپنی نوعیت کا واحد ترجمہ ہے حقیقت تو یہ ہے کہ بائبل کا منظوم ترجمہ کرنے کے بعد ہی مہدی صاحب کو ابن آدم لکھنے کی تحریک ہوئی ہوگی۔ ان دونوں کتابوں سے عیسائی علمار کا یہ

الزام بھی غلط ثابت ہو جاتا ہے کہ اسلام کے مطالعہ میں عیسائی علمار نے جس
قدر دلچسپی لی ہے مسلمانوں نے عیسائی مذہب کے بارے میں اس دلچسپی
کا اظہار نہیں کیا ..... مہدی صاحب کی دونوں تصانیف ابن آدم اور ابن مریم
عیسائی مذہب کے مطالعہ سے مسلمانوں کی دلچسپی کا واضح ثبوت ہیں

مہدی نظمی میری نظر میں

جناب رضی بدایونی

راقم نے ادارہ ماہنامہ "آستانہ" دہلی میں باقاعدہ طور پر ۱۹۵۰ء میں شمولیت اختیار کی اور ۱۹۶۹ء تک مسلسل ادارے سے وابستہ رہا کسی دوران محبی سید مہدی نظمی صاحب سے میری پہلی ملاقات جون ۵۶ء میں ہوئی جب انھوں نے بھی ادارہ آستانہ سے وابستگی قبول فرمائی اور ۱۹۶۲ء تک باقاعدہ ادارے سے منسلک رہے گویا چھ سال کا طویل عرصہ مسلسل بارہ گھنٹہ یومیہ نظمی صاحب کے ساتھ ہی گزرا۔ میری معلومات کے مطابق غالبًا کسی بھی دیگر ادارے سے نظمی صاحب کی اس قدر طویل مدت تک اور اتنی باقاعدگی سے وابستگی نہیں رہی اسلئے میں یہ بات بھی پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ نظمی صاحب کو جسقدر دیر تک اور جسقدر قریب سے میں نے دیکھا ہے اُن کی زندگی اور اُن کی — فنکارانہ صلاحیتوں کا مشاہدہ و مطالعہ کیا ہے وہ شاید ہی کسی اور نے کیا ہو

نظمی صاحب کا آبائی وطن لکھنو ہے لکھنو اور رامپور کے اعلیٰ ادبی، علمی ماحول میں پروان چڑھے، نواب خاندان میں بڑے ناز و نعم سے تربیت و پرورش پائی۔ یہی وجہ ہے کہ نوابانہ ذہن کے حامل ہیں وہ فراخدل، عالی ظرف اور حوصلہ مند ہیں اسی لئے اپنے حلقہ احباب میں ہمیشہ سے اپنا ایک امتیازی

مقام رکھتے ہیں۔ ان کے دوست زیادہ اور دشمن کم ہیں اس کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہے کہ قدرت نے انھیں سخت سے سخت اور تلخ سے تلخ بات بھی نہایت شیریں انداز اور پُر معنی الفاظ میں کہنے کی بہترین صلاحیت عطا فرمائی ہے اس لئے عام طور پر کسی کے بُرے بھی نہیں۔ بیحد خلیق اور منکسر المزاج ہیں۔ علم اور اہل علم سے گہری دلچسپی اور فطری وجذباتی وابستگی رکھتے ہیں۔ فنکاروں اور فنون کی دل سے قدر کرتے ہیں، انسانیت پسند انسان ہیں، انسان دوستی کا بے پناہ جذبہ آپ کے قلب کی گہرائیوں میں موجود ہے، میں نے کبھی نظمی صاحب کو کسی سے سخت یا درشت لہجہ میں بات کرتے نہیں دیکھا اور نہ ہی بڑی سے بڑی مشکل ودشواری کے موقع پر مایوس وہراساں دیکھا وہ وقت اور ماحول کے تقاضوں کو بہت اچھی طرح سمجھتے اور پہچانتے ہیں۔ زمانے کے ساتھ چلتے ہیں لیکن وہ ابن الوقت نہیں ہیں خودداری کا عنصر بھی رکھتے ہیں اور بعض اوقات زمانے کو اپنے ساتھ چلنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔

دراصل انسانیت کا کمال انسان کی دلی ودماغی قوتوں اور ان کے کردار اور عمل ہی سے محسوس کیا جا سکتا ہے یہی قدرتی قوتوں وافر مقدار میں کارفرما ہو کر جب بروئے کار آتی ہیں تو انسان سے از خود ایسی باتیں ظہور پزیر ہوتی ہیں جو انسانی قلوب پر نقش ہو جاتی ہیں اور ان کی یاد دلوں سے کبھی محو نہیں ہوتی، صبر وتحمل، دانائی، دوربینی، تفکر، حوصلہ

مندی۔ثبات واستقامت یہ سب قدرتی و دماغی توانائی کے کرشمے ہیں۔رحم وکرم، شفقت، محبت، احساس وحمیت، دلجوئی، دستگیری، معاونت وغیرہ وغیرہ ایسی صفات ہیں جنکا ظہور کسی صالح قلب ہی سے ہوا کرتا ہے چنانچہ میرے خیال میں ان ہی دماغی اور دلی قوتوں کے تناسب وتوازن کا ہی دوسرا نام انسانیت ہے نظمی صاحب کا دل و دماغ ان قدرتی قوتوں کے توازن کی نعمت عظمیٰ سے مالا مال ہے۔دنیا میں کم لوگ ایسے ملیں گے جو اپنے دل ودماغ کی ان خوبیوں سے پوری طرح بہرہ مند ہوں نظمی صاحب اُنھیں گنے چنے لوگوں میں سے ایک ہیں جن کی عظمت وصلاحیت کا ہر وہ شخص اپنے قلب سے معترف ہے جسکو ایک بار نظمی صاحب سے ملاقات کا اتفاق ہوا ہے، سادگی پسند ہونے کے باوجود نظمی صاحب میں ایک ایسی قدرتی کشش ہے جو ان کے لب کھولنے سے قبل ہی خود ان کی شخصیت سے متاثر کرتی ہے۔

نظمی صاحب نے جہاں سیاسی، سماجی اور تعمیری میدانوں میں سرگرم حصہ لیا ہے وہیں اردو زبان وادب کی بھی بہت خدمت کی ہے آپ کی متعدد تصانیف نظم ونثر جو مختلف عنوانات پر مشتمل ہیں منظرِ عام پر آچکی ہیں اور ہر تصنیف اپنی جگہ ایسی ادبی، سماجی، سیاسی اور اصلاحی دستاویز ہے جو رہتی دنیا تک نہ صرف ان کا نام زندہ و پائندہ رکھے گی بلکہ ہر دور میں آنے والی نسلوں کے لئے شمع راہ بھی ثابت ہوتی رہیگی۔

نظمی صاحب ان ممتاز لوگوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے دنیا میں مروجہ مذاہب کا تقابلی مطالعہ کیا ہے اور اپنے مطالعہ کے دوران انہوں نے کسی جگہ بھی تعصب کو نہ اپنی آنکھوں کے قریب آنے دیا ہے نہ اپنے دل اور ذہن کے قریب! ان کی اس خوبی کا اندازہ ان کی زیر نظر تصنیف "چارہ سازِ عالم" سے بہ آسانی کیا جا سکتا ہے، اردو زبان میں شاید ہی کوئی دوسرا شاعر ہو جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اتنی طویل اور اتنی موثر نظمیں اور نغمے کہے ہوں یا ابنِ آدم ایسا اثر آفریں اور تاریخی سچائیوں پر مشتمل ڈرامہ لکھا ہو، مجھے یقین ہے کہ نظمی صاحب کی یہ تصنیف ملک کے مختلف عقائد رکھنے والی آبادی میں ذہنی و فکری یکجہتی پیدا کرے گی اور اردو نظم و نثر کے خزانے میں ایک بیش بہا اضافہ ثابت ہوگی۔

ہے نجس اے دل فقط چشمِ نجس
پاک ہیں آنکھیں تو سب کچھ پاک ہے

ابنِ آدم

جو بھی منزل ہے صداقت کی مرے رستے میں ہے
پھول مریم کا مرے پھولوں کے گلدستے میں ہے

مہدی نظمی

ابتدائی موسیقی

رقص کا تاثر

رقاصہ ناچتے ناچتے ایک آغوش میں شوخی سے گر پڑتی ہے۔

ابلیس :-

آ میری گود میں آ۔ میری باہنوں میں آ۔ تو میری روح کی آسودگی ہے۔ تو میرے تن کا آرام میرے دل کا چین ہے۔

دنیا:۔

آہاہاہا باتیں تو کوئی آپ سے بنوائے..... جھوٹ بالکل جھوٹ آپ مجھے نہیں چاہتے..... بس میں ہی ہوں جو آٹھوں پہر آپ کی خدمت کرتی ہوں۔ آپ کا حکم بجالاتی ہوں ایک باندی کی طرح۔

ابلیس:۔

کیا کہہ رہی ہو تم.... تم کو زیب نہیں دیتا کہ تم میرے سچے پیار کو جھٹلاؤ..... اپنے کو باندی کہو تم میری ملکہ ہو

(بوسہ لینے کی آواز)

اگر تم نہ ہوتیں تو میں آدم سے ہار جاتا.... وہ لڑائی ہار جاتا جو ازل کے دن شروع ہوئی تھی..... جب خدا نے کہا تھا آدم کو سجدہ کرو جب سب قدسی خاموش تھے جب سب فرشتے چُپ تھے تو ایک میں تھا صرف میں جس نے کہا تھا اے خدا نہیں کبھی نہیں آگ مٹی سے افضل ہے میں پیکرِ آتش ہوں پیکرِ خاک نہیں، میں مٹی کے اس حقیر و کمتر پتلے کے آگے اپنا سر نہیں جھکا سکتا۔

دنیا:۔ (شوخی سے ہنستے ہوئے)

اور پھر خدا نے آپ کو فرشتوں کی محفل سے نکال دیا۔

ابلیس :-

ہاں مگر اُس وقت تم میری نظر کے سامنے تھیں. میرا پیار

میری محبت میری آنکھیں میرا دل صرف تمہیں دیکھ رہا تھا.....

ایک تم تھیں جو میرا سہارا تھیں ایک تم تھیں جو خالقِ کائنات

کے قہر و غضب کے سامنے میری ڈھال بن گئیں...... اور میں نے کہا

اے خدا میں تیرے فرشتوں کی محفل سے جا رہا ہوں مگر مجھے ابد

تک مہلت دے کہ میں تیرے آدم کو گمراہ کروں۔

دنیا (بات کاٹتے ہوئے)

اور پروردگار کی آواز آئی

اوبدنہاد جا تجھے عمرِ دوام دی'

مگر آج آپ کو ہوا کیا ہے کہ مجھ سے اپنے پیار کی سچائی کو جتانے کے

لئے اپنے پُرانے قصے سنا رہے ہیں کوئی نیا کارنامہ بیان کیجیے کوئی نئی

داستان کہیے، کوئی نئی کہانی سنائیے

ابلیس :- (ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے)

نہ جانے آج کیا ہے...... میرا دل گھبرا رہا ہے...... اختلاج ہو رہا ہے

ایک ہیجان ایک اضطراب ہے.... سینے کے اندر کوئی چیز ہے

جو چبھ رہی ہے کچھ نہ ہوتے ہوئے بھی ایسا لگ رہا ہے

کہ کچھ ہو رہا ہے!

دنیا:۔ (حیرانی سے) مگر کیا ہو رہا ہے۔

ابلیس:۔ (پریشانی کے لہجہ میں)

میں نہیں جانتا.... میں نہیں جانتا۔

دنیا:۔ (خوف زدگی کے لہجہ میں)

آپ کی ان باتوں سے مجھے ڈر لگ رہا ہے مجھے اپنی باہنوں میں لے لیجیے.... اپنے سینے سے چمٹا لیجیے میرے بدن کا جوڑ جوڑ کانپ رہا ہے کوئی مجھے مار نہ ڈالے کوئی میرا سہاگ نہ چھین لے!

ابلیس:۔ (اعتماد کے لہجہ میں)

نہیں ڈرنے کی کیا بات ہے.... میرے ہوتے ہوئے تمہارا کوئی بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ تم میری پناہ میں ہو تم میرے سایے میں ہو،

دنیا:۔ (حیرانی کے لہجہ میں)

ذرا دیکھیے تو آسمان کی طرف.... وہ دیکھیے آسمان کے دروازے کھل رہے ہیں۔ کوئی زمین کی طرف آرہا ہے.... یہ کون ہے....

یہ کون ہے جو ادھر آرہا ہے!

ابلیس:۔ (حیرانی و سنجیدگی کے ساتھ)

اوہ! میں نے پہچان لیا... یہ جبریل امین ہیں، کل تک جب میں فرشتوں کی محفل میں بیٹھتا تھا تو یہ بھی مجھے پہچانتے تھے مگر آج یہ

اجنبی ہیں مجھے نہیں پہچانتے! آؤ دیکھیں کہ یہ کدھر جارہے ہیں۔

دنیا:۔

ان کی پرواز تو بیت اللحم کی طرف ہے..... چلئے ذرا تیز چلئے

..... دیکھیں کہ وہ کس کے گھر جارہے ہیں کس کام سے جارہے ہیں۔

ابلیس:۔

یہ جب بھی زمین کی طرف آتے ہیں تو خدا کی وحی لاتے ہیں۔

دنیا:۔

کیا خدا کی وحی آرہی ہے،

ابلیس:۔

ہاں..... یقیناً

(تیز قدموں کی آواز)

(موسیقی کی لہر منظر بدلتا ہے)

ابلیس:۔

یہ تو مریم کا گھر ہے! کنواری مریم کا گھر چرواہوں کے کنبہ میں اُس غریب جوان اور خوبصورت لڑکی کا گھر جس کے پاس نہ کھانے کو روٹی ہے نہ پہننے کو کپڑا ہے..... مگر خدا پر اپنے بھروسے میں اتنی مضبوط کہ میں کبھی اس کے دل کے اندر نہ جاسکا.... اس کے پائے ثبات میں لغزش نہ لاسکا... اس کے ضمیر کو گمراہ نہ کرسکا

اس لڑکی کا گھر جو پاک ہے سر سے قدم تک.... جو پاک ہے اپنے
دل سے اپنے ضمیر سے اپنے عمل سے ....،

دنیا:۔

آؤ تو پھر گھر کے اندر چلیں دیکھیں کہ جبریل کیا پیغام
لائے ہیں۔

ابلیس :۔

نہیں .... ہم نہیں جا سکتے گھر کے چاروں طرف عصمت
کے نور نے حصار کھینچ دیا ہے ...... میں اس حصار سے سر
ٹکرا کر مر تو سکتا ہوں لیکن اسے توڑ کے گھر کے اندر نہیں جا سکتا
...... نہیں جا سکتا۔

(موسیقی کی لہر) (منظر بدلتا ہے)

(رونے کی آواز)

مریم :۔

نہ نہ نہ تم میرے قریب نہ آؤ... میرے پاس نہ آؤ...
تم کون ہو...... میں یہاں اکیلی ہوں.... تم کون ہو... کیوں
آرہے ہو میرے پاس .... کیا کام ہے تمہارا (سسکیاں لیتے
ہوئے) تم کون ہو تم کون ہو، میں خدا کی باندی ہوں، میں خدا کی

کنیز ہوں میں سرکش نہیں ہوں اگر تم میرے پاس اسی لئے آرہے
ہو کہ میری روح میرے جسم سے الگ کر دو تو آؤ میں خدا کے حکم پر لبیک
کہتی ہوں اپنی موت کا خیر مقدم کرتی ہوں..... اگر تم میرے پاس
اسی لئے آرہے ہو کہ مجھے ڈراؤ تو میں تم کو خدا کا واسطہ دیتی ہوں کہ
یہاں سے چلے جاؤ.... چلے جاؤ کہ میں خطا کار نہیں ہوں.... میں
گنہگار نہیں ہوں..... میں نے کسی مرد کا منہ نہیں دیکھا..... میں
نے کوئی گناہ نہیں کیا..... میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔

(تشفی بخش لہجہ میں)

جبریل :-

مریم..... ڈرو نہیں..... میں خدا کا فرشتہ ہوں.....

جبریلِ امیں

روح القدس :-

ہم تمہارے لئے خدا کا سلام لائے ہیں۔ خالقِ کائنات کا پیغام

جبریل۔

خدا نے تم کو منتخب کر لیا ہے..... تم منتخبِ روزگار ہو،

روح القدس :-

خدا نے تم کو پاک کر دیا ہے..... ایسا پاک جیسا
کہ پاک کرنے کا حق ہے..... تم عصمت کا مجسمہ ہو پاکیزگی کا پیکر

ہو ڈرو نہیں کہ ہم خدا کا سلام لائے ہیں۔ خدا کا پیام لائے ہیں۔

جبریل :-

مشیتِ الٰہی ہے کہ تمہارے بطن سے اسی ذاتِ گرامی کا نور جلوہ گر ہو جس کا خدا نے مسیح نام رکھا ہے۔

روح القدس :-

جو حصارِ نورِ الٰہی میں ازل کے دن ہی سے جلوہ گر ہے جو خدا کو اتنا عزیز ہے جیسے پدر کے لئے پسر!

جبریل :-

منصوبۂ الٰہ بدلتا نہیں کبھی
جو بھی خدا کا حکم ہو ٹلتا نہیں کبھی

روح القدس :-

اس ذاتِ گرامی سے خدا کے نبی داؤد کے نسب کو وقار و شرف ملے گا تمہاری گود میں حق کا وہ آئینہ آئیگا جو آفتاب کی روشنی ہے ماہتاب کی چاندنی ہے۔

مشیتِ الٰہی ہے نہ آثارِ حمل ظاہر ہوں گے نہ آثارِ ولادت،

مریم (گھبراہٹ پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے)

میرا سلام میرے معبود کو میرا سلام ...... میں اپنے پروردگار کی

مشیّت کے آگے سر جھکاتی ہوں جو چاہے لے جو چاہے دے۔
میں اس کی ہوں وہ میرا ہے میں اس کی رضا میں راضی ہوں
میں اس کی خوشی میں خوش ہوں۔

موسیقی کی لہر

منظر بدلتا ہے

بہت سے لوگوں کی ملی جلی آواز

مشرق میں نیا ستارہ نکلا ہے...... بہت بڑا ستارہ.... کتنا خوبصورت.... کتنا روشن چاند سے زیادہ منور.... سورج سے زیادہ چمکدار۔

ایک بوڑھے شخص کی آواز

ہاں یہ وہی ستارہ ہے یہ وہی ستارہ ہے یہ ہمارے لئے بشارت ہے کہ اب زمین پر وہ آرہا ہے جس کے توارت میں اشارے موجود ہیں زبور میں نشانیاں موجود ہیں۔

(ایک بچہ گھبرا کر کہتا ہے)

بابا بابا وہ دیکھو کچھ نورانی پیکر زمین کی طرف آرہے ہیں۔

(بوڑھا چلاّتا ہے)

لوگو! گھروں سے باہر نکلو لوگو گھروں سے باہر نکلو، خدا کی

قدرت دیکھو خدا کا کرشمہ دیکھو خدا کے فرشتے دیکھو، سنو کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔

جبریل :۔

اے اللہ کے بندو اپنے پالنے والے کی بندگی کرو گناہوں سے باز رہو خطاؤں سے توبہ کرو کہ مشیّتِ الٰہی نے آج اپنے بندوں کے درمیان اُسے بھیجا ہے جو روح اللہ ہے...... روح اللہ ہے!

بہت سی آوازیں

(بوڑھا آدمی چلّاتا ہے) شمعون وہ آگیا یوحنا وہ آگیا شمعون وہ آگیا یوحنا وہ آگیا جس کی تم بشارت دے رہے تھے جس کا تم انتظار کر رہے تھے

یوحنا :۔

ہاں وہ آگیا..... بیت اللحم کی زمین پر چرواہوں کے ایک کنبہ میں آج وہ آیا ہے جو تمہیں بپتسمہ دے گا آبِ حیات سے..... آج وہ آیا ہے جس کی بشارت دی تھی ماضی کے انبیاء نے..... گزرے ہوئے رسولوں نے..... لوگو تاریخ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ بدی کی زندگی گزارنا انسان کی سب سے بڑی نادانی ہے سب سے بڑی بیوقوفی ہے...... ہم سچّائی سے انکار کی سب سے بڑی علامت بن گئے ہیں، ہم موت کے بازار میں موت کی خریداری

کر رہے ہیں...... جب بھی آدمی سچّائی سے انکار کرتا ہے تو وہ جھوٹ کے محل بناتا ہے...... بنی آدم کی سب سے بڑی نادانی اور بے خبری یہی ہے کہ وہ جھوٹ کے محل میں رقص کرنے والوں کو نہیں دیکھتا...... آج وہ آیا ہے جو ہمیں جھوٹ کے محل سے باہر نکال کر رقص کرنے والی موت سے بچائیگا...... ہماری مصیبتوں کو لپیٹ کر اپنے کاندھے پر اٹھانے کا اقرار کرو کہ وہ مسیح ہے...... اقرار کرو کہ وہ محبت ہے اقرار کرو کہ وہ سعادت ہے اقرار کرو کہ وہ یقین ہے اقرار کرو کہ وہ حق ہے اقرار کرو کہ وہ مسیح ہے ہمارے غموں کا چارہ گر، ہمارے زخموں کا چارہ ساز۔

آبلے سینۂ گیتی کے تپکتے رہتے
تھا مداوا نہ کوئی دلبر مریم کے بغیر

موسیقی کی لہر

منظر بدلتا ہے

دنیا:-

اب کیا کروگے تم...... چپ کیوں ہو...... کیا سوچ رہے ہو، بتاؤ نا کیا کرنا ہے ہمیں۔

ابلیس :-

میں کیا بتاؤں کہ کیا کرنا ہے میں آدم سے لڑ سکتا ہوں اُس قدرت سے نہیں جس نے ہر شئے کو اُس کی پیشانی سے پکڑ رکھا ہے،

دنیا:-

تو کیا ہمیں ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ جانا چاہیئے، اپنی ہار مان لینی چاہیئے۔

ابلیس :-

نہیں ..... میں اپنی ہار نہیں مان سکتا قدرت نے مجھے مہلت دی ہے ابد تک آدم کو گمراہ کرنے کی۔ وہ بھی اپنے وعدے میں سچا ہے میں بھی اپنے عزم میں پکّا ہوں..... اپنی سی کر کے رہوں گا انتقام لوں گا آدم سے آدم کی اولاد سے!

دنیا:-

تو اب کیا کرو گے تم

ابلیس:-

میں جو کروں گا تم دیکھو گی میری رانی دیکھے گی میری جان دیکھے گی، ناچو ناچو میری جان ناچو کہ آج سے میں یہودیہ کے حاکم ہیرودس کے ضمیر میں اپنا مکان بناؤں گا، اس کے دماغ میں

غرور کی چنگاریوں کو دھکا دوں گا، اس کی انا کے تاروں کو چھیڑونگا
اس کی شاہی کے طنطنے کو آواز دوں گا وہ بیت اللحم میں پیدا ہونے
والے ایک ایک بچے کا لہو بہا دیگا ان میں وہ بھی ہوگا..... وہ بھی
ہوگا..... وہ بھی ہوگا۔

رقاصہ کے گھنگھروؤں کی آواز

اچانک گریہ وزاری کا شور

ابلیس اور دنیا کے قہقہے

ابلیس :- (خفارت سے)
دیکھتی ہو تم کہ آدمی نے آدمی کے بچوں کو مار ڈالا

دنیا :- (حقارت سے)
او ظالم آدمی..... جو نہ ہوا مائی کا کیا ہوگا بہ رائی جائی گا۔

ابلیس :-
میرے انتقام کے دہکتے ہوئے تنور کا کوئی انگارہ نہیں ہاں مگر
ایک چھوٹی سی کجلائی ہوئی چنگاری بجھ ہی گئی (قہقہہ لگاتے لگاتے
گھبرا کر کہتا ہے) مگر وہ بچہ کہاں ہے..... ان مرنے والے بچوں میں
تو وہ نہیں ہے وہ کہاں گیا، کون لے گیا کس نے بچالیا۔

خلا میں جبریل کی آواز

دشمن اگر قوی است نگہباں قوی تر است

دنیا :۔

(حیرانی و پریشانی کے ساتھ)

اوہ! وہ بچہ تو چلا گیا ہم اپنی خوشی میں مدہوش رہے خدا نے انہیں خبردار کیا اور یوسف و مریم اس بچے کو لے کر چلے گئے.... ہیرودس کی عملداری سے دور..... بہت دور ..... مصر کی طرف!

ابلیس :۔

(پریشان ہوتے ہوئے)

ہاں اب وہ جوان ہوگا ہمارے درمیان رہ کر.... اب وہ میرا.. راستہ روکے گا اب وہ میرے گمراہ کئے ہوئے ....

لوگوں کو سیدھے راستے پر لائیگا میرے سارے کام پر پانی پھیریگا اندھے فقیہوں کی آنکھیں کھولے گا اپنے خرد فریبیوں کو خرد دے گا راہبوں کو سچائی کا راستہ دکھائے گا، آدم کے بچوں کو بھٹکے ہوئے سامریوں کو دعوت دیگا فطرتِ صالح کی طرف پلٹ آنے کی۔

فضا میں حضرت عیسیٰ کی آواز

یسوع :۔

ظاہر ہوا ہوں پرچمِ قدرت لئے ہوئے
مجھ پر خدا کی روح ہے سایہ کئے ہوئے

بھیجا گیا ہوں اندھوں کی بینائی کے لئے
آیا ہوں دردِ دل کی مسیحائی کے لئے
ناشادیاں تمام ہوں دلشادیاں ملیں
کچلے ہوؤں کو جینے کی آزادیاں ملیں
ارضِ خدا پہ دین کی شاہی کے واسطے
میں ہوں نفاذِ امرونواہی کے واسطے

موسیقی کی لہر

فضا میں حضرت عیسیٰ کی آواز

یسوع۔

مبارک ہیں وہ لوگ۔ جو دل کے غریب ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہی انہی کی ہے۔

مبارک ہیں وہ جو غمگین ہیں کیونکہ وہ تسلّی پائیں گے۔

مبارک ہیں وہ جو حلیم ہیں کیونکہ وہ زمین کے وارث ہوں گے۔

مبارک ہیں وہ جو راستبازی کے بھوکے اور پیاسے ہیں کیونکہ وہ آسودہ ہوں گے۔

مبارک ہیں وہ جو رحم دل ہیں کیونکہ ان پر رحم کیا جائے گا۔

مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے

مبارک ہیں وہ جو راستبازی کے سبب سے ستائے گئے۔
کیونکہ آسمان کی شاہی انہی کی ہے۔

دنیا

(سہمی ہوئی آواز میں)

اس آواز کو پھیلنے سے روک دو...... اس آواز سے مجھے ڈر لگ رہا ہے.......... یہ آواز کمزوروں کو جگا رہی ہے ناتوانوں کو بیدار کر رہی ہے بیکسوں کو طاقت دے رہی ہے اس آواز کو روک دو اس آواز کو روک دو میں تم سے خوشامد کرتی ہوں کہ اس آدمی کی آواز کو روک دو...... وہ پیدا ہوا ہے بنی آدم کے غم سمیٹنے کے لئے...... بنی آدم کی مصیبتیں اٹھانے کے لئے ...... وہ آیا ہے بیماروں کو شفا دینے کے لئے افسردگی، بیماری پریشانی اور بے کلی سے آدمی کو نکالنے کے لئے...... گناہوں کے اس شیرازے کو بکھیر دینے کے لئے جو ہم نے اکٹھا کیا ہے ہزاروں صدیوں میں...... ہر نبی کو ستا کر ہر رسول کو رلا کر ہر ہادی کو دکھ دے کر،

ابلیس:۔

آدمی گناہ نہیں چھوڑے گا...... جب تک میں زندہ ہوں وہ گناہ کرتا ہی رہے گا اور گناہ کرے گا تو افسردگی بھی رہے گی۔ بیماری بھی پریشانی بھی بے کلی بھی...... وہ تمہارے حسن سے پیار

کرے گا میرا رقیب بنے گا اپنے خالق کو بھول کر وہ تمہاری جوانی
پر جان دے گا، اپنے پروردگار کو فراموش کر کے...... تم کیوں
پریشان ہونا جو میری جان ناچو کہ ناچنا ہی تمہارا مقدر ہے ناچو
ناچو ناچو اتنا ناچو کہ یہ زمین ناچنے لگے یہ آسمان ناچنے لگے
یہ چاند ناچنے لگے یہ سورج ناچنے لگے اور اس ناچ میں آدمی کا
بچہ بھی ناچے تمہارے اشارے پر... میرے اشارے پر کہ ہم
دونوں ایک ہیں دو قالب ایک روح... دو پیکر ایک جان؛
گھنگھروؤں کی آواز تیز ہوتی ہے۔

ابلیس:-
ناچو ناچو اور ناچو کہ جس آواز سے تم ڈر رہی
ہو اس آواز کو بلند کرنے والا خود بھی سُکھی نہیں ہے.......
وہ پیدا ہوا ہے مسیح کے لئے...... مگر سچ سے آدمی کا انکار اُس
کی صلیب ہے...... دماغ کی صلیب... دل کی صلیب....
جذبات کی صلیب.... احساس کی صلیب.... وہ اپنی
صلیب کو اپنی پیٹھ پر اٹھائے ہے اس کے مسیح میں انکار کی
کیلیں ٹھونکی جا رہی ہیں اس کا مسیح لہولہان ہے.... اس کا
خلوص لہولہان ہے..... اس کی شخصیت لہولہان ہے۔ آدمی نے اس
کی شخصیت ماننے سے انکار کر دیا ہے۔

دنیا :۔

دیکھو تو سہی وہ انجیل کے ساغر میں محبت اور وفا کو گھول کر دو آتشہ بنا رہا ہے !

ابلیس :۔

ہاں ٹھیک ہے لیکن کون پیئے گا، یہ شربت !

دنیا :۔

وہ اپنے شاگرد بنا رہا ہے وہ اپنے نائب چن رہا ہے وہ ان کے ضعیف نفس کو طاقت دے رہا ہے۔ وہ انہیں شر سے الگ کر کے خیر کے قریب لا رہا ہے وہ انہیں اپنا پیغام پہونچانے والا رسول بنا رہا ہے شمعون ...... پطرس ...... یعقوب ...... یوحنا توما ...... متی ...... اندریاس ...... حلفئی کا بیٹا یعقوب ...... برتلمائی ...... فلپس ...... یہوداہ ...... یہ سب اس کے پاس اکٹھا ہو گئے ہیں یہ سب اس کے شاگرد بن گئے ہیں ...... یہ سب اس کا پیغام پہونچانے والے قاصد اور رسول بن گئے ہیں۔

ابلیس :۔

ہاں میں دیکھ رہا ہوں ...... ان سب کو دیکھ رہا ہوں ...... بارہ کے بارہ کو دیکھ رہا ہوں ...... لیکن جو میں دیکھ رہا ہوں وہ تم نہیں دیکھ رہی ہو ...... ان بارہ میں گیارہ اس کے ہیں ایک

میرا ہے ایک میرا ہے.... یہوداہ میرا پیارا یہوداہ میرا بھروسہ ..... میرا سہارا..... دوستی کے لباس میں دشمن.... شکر کے کوزے میں زہر..... جانِ خداوند کا عدو..... میرا دوست

دُنیا :-

تو کیا وہ اُسے نہیں جانتا۔

ابلیس :-

وہ اسے جانتا بھی ہے پہچانتا بھی ہے اسے معلوم ہے کہ ان بارہ میں بے وفا کون ہے اس کا دشمن اس کی نظر کے سامنے ہے لیکن اس کی ایک نگاہ اگر اپنے دشمن کے چہرے پر ہے تو ایک نگاہ اپنے پیدا کرنے والے باپ کی مشیّت پر ہے..... وہ چپ ہے مشیّتِ باری کو جان کے..... وہ چپ ہے کہ "نیت دلِ بشر کی اساسِ جزا نہیں"....... وہ چپ ہے کہ "بے ارتکابِ جرم جہاں میں سزا نہیں"

یسوع کی آواز گونج کے ساتھ

یسوع :-

تم زمین کا نمک ہو لیکن نمک کا مزہ اگر جاتا رہے تو وہ کس چیز سے نمکین کیا جائے گا۔ پھر وہ کسی کام کا نہیں سوا اس کے کہ باہر

پھینکا جائے اور آدمیوں کے پاؤں کے نیچے روندا جائے..... تم دنیا کا نور ہو..... جو شہر پہاڑ پر بسا ہے وہ چھپ نہیں سکتا۔ ...... چراغ جلا کر اسے پیمانے سے نہیں ڈھانکتے بلکہ چراغ دان پر رکھتے ہیں تو اس سے گھر کے سب لوگوں کو روشنی پہونچتی ہے اسی طرح تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے تاکہ وہ تمہارے نیک کاموں کو دیکھ کر تمہارے باپ کی جو آسمان پر ہے حمد اور تعریف کریں۔

یسوع :۔

یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں..... میں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں..... توریت کا ایک نقطہ بھی نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔ تم سن چکے ہو اگلوں سے کہا گیا تھا کہ خون نہ کرنا جو کوئی خون کرے گا وہ سزا کے لائق ہوگا مگر میں تم سے کہتا ہوں جو کوئی اپنے بھائی پر غصہ کریگا اپنے بھائی کو پاگل یا احمق کہے گا وہ بھی صدر عدالت کی سزا کا مستحق ہوگا..... جب تک تم اپنے مدعی کے ساتھ سفر کی راہ میں ہو اس سے صلح کرنے میں دیر نہ کرو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مدعی تمہیں منصف کے حوالے کردے منصف تمہیں سپاہی کے حوالے کردے تم قید خانے میں ڈالے جاؤ میں سچ کہتا ہوں کہ

جب تک تم کوڑی کوڑی ادا نہ کر دو گے وہاں سے ہرگز نہ چھوٹو گے۔
تم سن چکے ہو اگلوں سے کہا گیا تھا کہ زنا مت کرنا لیکن میں تم
سے کہتا ہوں کہ جس کسی نے بری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ
ڈالی وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کر چکا۔
تم سن چکے ہو اگلوں سے کہا گیا تھا کہ جھوٹی قسم نہ کھانا مگر
میں تم سے کہتا ہوں کہ بالکل قسم نہ کھانا نہ تو آسمان کی کیونکہ وہ
خدا کا تخت ہے نہ زمین کی کیونکہ وہ خدا کے پاؤں کی چوکی ہے نہ
یروشلم کی کیونکہ وہ بزرگ بادشاہ کا شہر ہے نہ اپنے سر کی
قسم کھانا کیونکہ تم ایک بال کو بھی سفید یا کالا نہیں کر سکتے۔

موسیقی کی لہر

ابلیس اور دنیا کے قہقہے

دنیا:۔ (شوخی سے ہنستے ہوئے)

کون سنے گا یہ آواز .... کون مانے گا یہ سچ ....
سچ سے انکار یسوع کی صلیب ہے ...... سب ......
سے بڑی صلیب ! ...... اس چارہ گر کی تکلیف نہ پوچھو جو
جانتا ہے کہ مریض کو موت سے بچانے کی واحد دوا اس کے پاس
ہے وہ دوا دیتا ہے لیکن مریض دوا کھانے سے انکار کرتا ہے..

دوا نہیں کھاتا۔

ابلیس :-

اے آدم تو نے ازل کے دن اپنے معبود کی امانت کا بار اٹھانے کا وعدہ کیا تھا لیکن جب تو نے یہ بار اٹھایا تو اس بھاری صلیب کے نیچے کچل کر رہ گیا۔۔۔ کچل کر رہ گیا۔۔۔ کوئی آدمی اس وقت تک اپنے کاندھے پر کوئی بوجھ نہیں اٹھا سکتا جب تک کہ وہ بوجھ کو جان نہ لے، اپنی طاقت کی ترازو میں بوجھ کو تول نہ لے،

دنیا :-

لوگ اس بوجھ کو اٹھانے سے بھاگتے کیوں نہیں۔

ابلیس :-

لوگ بھاگ جائیں گے مگر یسوع نہیں۔۔۔۔۔۔ وہ اکیلے ہی اس بوجھ کو اٹھائے گا۔۔۔۔۔۔ اپنے معبود کے سارے بندوں کے لئے۔۔۔۔۔ اپنے باپ کے سارے بیٹوں کے لئے۔۔۔۔۔

دنیا :-

وہ ایک اچھا آقا ہے۔۔۔۔۔ اپنی رعایا کے دکھ میں شریک رہنے والا بادشاہ۔۔۔۔۔۔ وہ ان کو اپنے غموں کا بوجھ اٹھانے کے لئے اکیلا نہیں چھوڑے گا۔۔۔۔ وہ سارا بوجھ خود اٹھائے گا

......اس بوجھ کو لے جائے گا اس صلیب پر جو مغفرت کا مقام ہے درگزر کی منزل ہے محبت وسعادت کی جا ہے یقین و حق کی جگہ ہے

ابلیس :۔

ہاں تم ٹھیک سمجھ رہی ہو..... ٹھیک کہہ رہی ہو.. زمانے کا غم اپنے دل میں سمیٹ لینے والا.... بنی آدم کی مصیبتیں اپنے سر لینے والا... آدمی اسی سے محبت کرتا ہے جو اس کے غم کو اپنا غم اس کی مصیبت کو اپنی مصیبت بناتا ہے۔

دنیا :۔

آدمی کس سے محبت کرے گا کس سے نہیں مجھے اس سے کیا غرض...... مجھے تو یہ بتاؤ کہ اِس آدمی کے لئے تم کیا کرو گے..... یہ بھی آدم ہے... آدم کی اولاد ہے۔

ابلیس :۔

ہاں یہی سوچ رہا ہوں کہ میں کیا کروں گا..... وہ ہر دن اپنی صلیب پر چڑھتا ہے۔ وہ ہر صبح ہر شام اپنی صلیب پر چڑھتا ہے..... سچائی سے انکار کی صلیب..... اس کے سچے کردار سے انکار کی صلیب..... اگر میں نے اسے صلیب پر چڑھا بھی دیا تو میری لکڑی کی چھوٹی سی صلیب اس کے لئے آرام کی

بڑی جگہ بن جائے گی۔
بہت بڑی جگہ ...... اس کی مستقل تکلیف کا سلسلہ ٹوٹ جائیگا
اس کے مسلسل درد کا چراغ گُل ہو جائے گا۔

دنیا:۔
مگر اُس کی حیات ہمارے لئے ابھی تو موجبِ تکلیف ہے......
ہمارا ابھی تو مستقل آزار ہے ہم کیا کریں گے اپنے آرام کے لئے.....
ہمیں کیا کرنا چاہیئے اپنی راحت کے لئے

ابلیس :۔
ہاں میں اپنی سعی کر کے رہوں گا..... انتظار اور
ابھی اور ابھی اور ابھی۔

موسیقی کی لہر

یسوع کی آواز

یسوع :۔
لینا کبھی قصاص نہ بدلہ نہ انتقام
رب کی خوشی ہے اس میں کہ تُو درگزر سے کام
مارے کوئی طمانچہ اگر ایک گال پر
کر دوسرا بھی پیش بہ اندازِ درگزر

کرتے نہیں جو دل سے کسی کی خطا معاف
اُن کے گناہ بھی نہ کرے گا خدا معاف

جُود و سخا میں مکر و ریا کا اثر نہ ہو
خیرات یوں کرو کہ کسی کو خبر نہ ہو

اپنی دعا میں ضد نہ کرو ذوالجلال سے
معبود بے خبر نہیں بندوں کے حال سے

اچھائی ہے کہ موجبِ آزار تُو نہ بن
اس بات میں ہے سب کا بھلا عیب جُو نہ بن

اوصاف دیکھ، اوروں کا اوج و شرف بھی دیکھ
خود تجھ میں کتنے عیب ہیں اپنی طرف بھی دیکھ

تم اپنی ذات کے لئے کرتے ہو جو پسند
اوروں کے واسطے بھی وہی شے کرو پسند

جو بھی مرے کلام پر کرتا نہیں عمل
تعمیر کر کے بیٹھا ہے وہ ریت کا محل

اگتا ہے گہری مٹی سے جس بیج کا شجر
لاتا ہے اپنی شاخوں میں سو سو گُنا ثمر

جن پر کلام ذہن میں بے اثر ہوا
وہ جھاڑیوں کے پیڑ ہیں جو بے ثمر رہے

موسیقی کی لہر

بہت سے فقیہوں کے مجمع میں

ابلیس گفتگو کر رہا ہے۔

ابلیس :-

میرے دوستو! میرے عزیزو! یسوع خود کو معبود حقیقی کا سچا نبی کہتا ہے لیکن وہ خدا کا سچا نبی نہیں ہو سکتا ..... نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ خطا کاروں میں بیٹھتا ہے گناہگاروں کے ساتھ کھانا کھاتا ہے محصول لینے والوں کو تسلی دیتا ہے جو خدا کے بندوں پر ظلم کرتے ہیں' ان کے گناہ معاف کرتا ہے .... وہ شمعون نامی فریسی کے گھر کھانا کھانے آتا ہے تو شہر کی سب سے بڑی بدچلن عورت اپنے آنسوؤں سے اس کے پاؤں بھگوتی ہے اپنے بالوں سے اس کے پیر پونچھتی ہے لیکن جب شمعون یہ سوال کرتا ہے کہ اگر آپ یسوع مسیح خدا کے سچے نبی ہوتے تو آپ پہچان لیتے کہ آپ کے بدن کو چھونے والی یہ کون اور کیسی عورت ہے تو اس کے جواب میں وہ ایک معمولی سی تمثیل بیان کرتا ہے کہ کسی ساہوکار کے دو قرضدار تھے ایک پانچ سو دینار کا دوسرا پچاس دینار کا ...... جب ان کے پاس ادا کرنے کو کچھ نہ رہا تو ساہوکار نے

دونوں کا قرضہ معاف کر دیا...... ان میں سے کون ساہوکار

سے زیادہ محبت رکھے گا زیادہ شکر گذار ہوگا اور جب شمعون

جواب دیتا ہے کہ اس کی دانست میں وہ شخص ساہوکار سے

زیادہ محبت رکھے گا زیادہ شکر گذار ہوگا جس کا زیادہ قرضہ معاف

کیا گیا تو وہ اس بدچلن عورت کی طرف دیکھ کر کہتا ہے کہ "جا تیرے

سب گناہ معاف کیے گئے جو بہت تھے کیونکہ تو نے بہت محبت کی

...... جا اے عورت چلی جا.... تیرے ایمان نے تجھے

بچالیا..... سلامت چلی جا...... بدچلن عورت کے گناہ

معاف کرنے والا اس زمین پر خدا کا سچا نبی نہیں ہو سکتا.... نہیں

ہوسکتا.... بولو کیا میں سچ نہیں کہتا!

(شور مچتا ہے)

تم سچ کہتے ہو.... تم سچ کہتے ہو..... تم سچ کہتے ہو،

ابلیس:-

اگر میں سچ کہتا ہوں..... اور یقیناً میں سچ کہتا ہوں

تو پھر اس کے پاس جاؤ اور پوچھو کہ وہ خدا کا سچا نبی کیسے ہے

کیا ثبوت ہے اس کے پاس کہ وہ مسیح خدا کا بیٹا ہے اندھوں

کو بینائی دینا..... کوڑھیوں کو شفایاب کرنا.... مرتھا اور

مریم کے مردہ بھائی لعزر کو زندہ کر دینا جو تین دن پہلے مر گیا تھا اور جس کی لاش تک قبر میں سڑنے لگی تھی وہ معجزے نہیں جو سچّا نبی اپنی سچائی کے ثبوت میں دکھاتا ہے، یہ تو سیدھی سادی جادوگری ہے، ...... نظر بندی ہے صرف نظر بندی

...... یہ نظر بندی تو شیطان بھی دکھا سکتا ہے یہ جادوگری تو اس کے بیٹے بھی دکھا سکتے ہیں اس کی بیٹیاں بھی دکھا سکتی ہیں لیکن کیا تم شیطان کے ان بیٹوں اور بیٹیوں کو خدا کا سچّا نبی مان سکتے ہو، خدا کا سچّا اور عزیز بیٹا یا بیٹی قرار دے سکتے ہو

(شور مچتا ہے)

نہیں ..... نہیں .... نہیں،

(شور مچتا ہے) یسوع ...... یسوع .... یسوع .... کیا یہ سچ نہیں ہے کہ تم گناہگاروں میں بیٹھتے ہو ..... محصول لینے والے جلادوں میں بیٹھتے ہو ... ان کے ساتھ کھانا کھاتے ہو، بدچلن عورتیں اپنے آنسوؤں سے تمہارے پاؤں بھگوتی ہیں، اپنے بالوں سے تمہارے پیر پوچھتی ہیں سنگِ مرمر کے عطردانوں سے تمہارے عطر لگاتی ہیں اور تم ان کے گناہ معاف کرتے ہو۔

یسوع کی آواز

یسوع :-

ہاں یہ سچ ہے.... ہاں یہ سچ ہے لیکن تم سب کے لئے میرا جواب ہے کہ میں راستبازوں کو نہیں بلکہ گناہگاروں کو بلانے آیا ہوں میں حق شعاروں کو نہیں بلکہ خطا شعاروں کے لئے آیا ہوں .... میں اس لئے نہیں آیا کہ گناہگاروں پر سزا کا حکم کروں میں اس لئے آیا ہوں کہ گناہگار و خطا کار میرے وسیلے سے نجات پائیں.... جو مجھ پر ایمان لاتا ہے اس پر سزا کا حکم نہیں ہوتا جو مجھ پر ایمان نہیں لاتا اس پر سزا کا حکم ہو چکا.... سزا کے حکم کا سبب یہ ہے کہ نور دنیا میں آیا اور آدمیوں نے تاریکی کو نور سے زیادہ پسند کیا کیونکہ جو بدی کرتا ہے وہ نور سے دشمنی رکھتا ہے نور کے پاس نہیں آتا تاکہ ایسا نہ ہو کہ اس کے کاموں پر ملامت کی جائے مگر جو سچائی پر عمل کرتا ہے وہ نور کے پاس آتا ہے تاکہ اس کے وہ کام ظاہر ہوں جو اس نے خدا کے لئے کئے ہیں خدا کے بندوں کے لئے کئے ہیں، میرا کہنا یہ ہے کہ میں اپنے بھیجنے والے کی مرضی کے موافق کام کروں اور اس کا حکم بجا لاؤں.......

موسیقی کی لہر اٹھتی ہے اور آہستہ آہستہ تحلیل ہو جاتی ہے۔

یسوع :-

حق کی طرف بُلاتے ہیں اہلِ گناہ کو
رہبر کی احتیاج ہے گم کردہ راہ کو
اک بھیڑ گلہ بان کی کھو جائے جس گھڑی
اس وقت اس کے دل کی کوئی دیکھے بے کلی
وہ ایک کی تلاش میں باقی کو چھوڑ کر
پھرتا ہے بَن میں بالِ پریشاں اِدھر اُدھر
اس کو تلاش کرتا ہے میداں میں ہر طرف
گھبرا کے دوڑتا ہے بیاباں میں ہر طرف
ملنے پہ شاد ہوتا ہے وہ جھومتا بھی ہے
بانہوں میں لے کے پیار سے منہ چومتا بھی ہے
جب چھوڑتا ہے راہِ خطا کو خطا شعار
آتا ہے راہِ حق کی طرف جب گناہگار
کرتا ہے جب بھی توبہ کوئی بندۂ خدا
جب مغفرت کی کرتا ہے غفّار سے دعا
بجتے ہیں شادیانے مسرّت کے بے گماں
ہوتی ہے عید کی خوشی بالائے آسماں

سنّاٹے کا تاثر

ابلیس :-

اے یسوع یہ بیاباں یہ جنگل یہ صحرا یہ دشت کہاں گھوم رہا ہے تو... چالیس دن ہو گئے نہ تونے کچھ کھایا ہے نہ کچھ پیا ہے.... اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو اس پتھر سے کہہ کہ روٹی بن جائے۔

یسوع :-

آدمی صرف روٹی ہی سے جیتا نہ رہے گا

ابلیس :-

اچھا تو آ میرے ساتھ آ اس بلندی پر... دیکھ وہ دیکھ دنیا کی عظیم سلطنتیں..... یہ قصر..... یہ ایوان.... یہ محل.... یہ گنگا جمنی کرسیاں..... یہ مخمل کی مسندیں.... یہ عزّت..... یہ اعزاز..... یہ شان..... یہ اقبال..... یہ شوکت..... یہ سب میں تجھے دوں گا..... تجھے دوں گا..... یہ سب کچھ میرا ہے..... یہ سب کچھ میرے سپرد ہے..... جس کو چاہوں دیتا ہوں.... اگر تو میرے آگے سجدہ کرے تو یہ سب کچھ تیرا ہو گا... یہ نوعروسِ بہار بھی...

رقص کا تاثر

یسوع :-

خدا نے اپنی کتاب میں لکھا ہے اے خداوند بس اپنے خدا کو سجدہ کر... صرف اس کی عبادت کر صرف اسی کا حکم بجا لا صرف اسی کی اطاعت کر

ابلیس :-

تو پھر ادھر آؤ...... یہ دیکھو...... یروشلم کا مقدس شہر... ایک بزرگ بادشاہ کی بستی...... یہ ہیکل ہے.... عبادت کی جگہ..... اگر تم خدا کے بیٹے ہو تو اس کے کنگرے پر کھڑے ہو اور خود کو نیچے گرا دو کیونکہ خدا نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ وہ تیری بابت اپنے فرشتوں کو حکم دے گا کہ وہ تیری حفاظت کریں.... اور یہ بھی کہ وہ تجھے ہاتھوں پر اٹھا لیں مبادا کہ تیرے پاؤں کو پتھر سے ٹھیس لگے۔

یسوع :-

خدا نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے اے خداوند اپنے خدا کی آزمائش نہ کر......

ابلیس :-

(تاسّف کے لہجہ میں)

اچّھا.... اگر تم میری کوئی بات نہیں مانتے تو پھر میں جا رہا ہوں (دھمکی آمیز لہجہ میں)، مگر یاد رکھو کہ میرے ہاتھ بھی

چھوٹے نہیں ہیں...... بڑے اور بہت بڑے ہیں۔

دنیا:۔ کیوں اسقدر اداس کیوں ہو کیا تمہارا کوئی بھی حربہ کام نہیں آیا

ابلیس:۔

ہاں...... میرا کوئی بھی حربہ کام نہیں آیا اس لئے کہ وہ بنی آدم کے تمام گناہوں کا کفارہ بن کے آیا ہے...... وہ بنی آدم کے گناہوں کی قیمت چکائے گا...... وہ معصوم ہے۔ محبت کی وہ روشنی جو خدا کے چراغ سے نکلتی ہے...... وہ ہر آنے والے کل کا سورج ہے خیر کے ہر مقصد اور ہر امکان کو منور کرنے والا سورج......

دنیا:۔

تمہاری وہ ظلمتیں کہاں چلی گئیں جو دن کو رات بنا دیتی ہیں

ابلیس:۔

میری ظلمتیں میرے پاس ہیں، میری تاریکیاں میرے دامن میں ہیں...... یہ تاریکیاں بکھر جائیں گی...... یہ ظلمتیں پھیل جائیں گی...... جب وہ یروشلم آئے گا اور رو رو کے پکارے گا......

یسوع کی گلوگیر آواز

علم و یقین و عشق کے اے شہرِ آرزو
اک دن کریں گے مورچہ بندی ترے عدو
امواجِ خوں میں ڈوبیں گے دیوار و در تمام
تڑپیں گے تیری خاک پہ تیرے پسر تمام
جس دم نگاہِ لطفِ خدا تھی تری طرف
اُس دم نہ سمجھا تو نے کہ کیا ہے ترا شرف
ہیکل کے تاجروں کی خدا پر نظر نہیں
یہ ڈاکوؤں کا گھر ہے عبادت کا گھر نہیں
تحریر ہے کہ حمد و عبادت کا گھر ہے یہ
نفرت کی جا نہیں ہے محبت کا گھر ہے یہ

بہت سے لوگوں کے دوڑنے بھاگنے کی آوازیں

ابلیس :۔

یروشلم ! (حقارت سے ہنستے ہوئے) یہ میرے طفیل نفرت کی جا ہے محبّت کا گھر نہیں ..... یہاں کا ایک ایک فقیہہ یسوع کے قتل کی سازش کئے بیٹھا ہے، وہ اپنی زندگی میں جھوٹ کا کاروبار کرتا ہے ..... وہ اپنے گناہ کو پارسائی کا لباس پہناتا ہے .....
یہاں کا ایک ایک فریسی اس کی جان کا دشمن ہے کہ یسوع

نے اس کے جھوٹے اقتدار کی مسند الٹ دی ہے۔ یسوع کی سچائی،
نے راہبوں کے جھوٹ کی پول کھول دی ہے...... وہ اسے
زندہ نہیں رہنے دیں گے..... زندہ نہیں چھوڑیں گے......
(زوردار قہقہہ) کہاں ہے مری جان... کہاں ہے مری ملکہ....
کہاں ہے میری رانی۔

دنیا:۔

میں یہاں ہوں... اپنے نگار خانے میں

ابلیس:۔

آؤ میری نظر کے سامنے آؤ..... اپنی زینتوں کے ساتھ
آؤ..... اپنے سنگھار کے ساتھ آؤ... میں نے قتل کا اسٹیج
سج دیا ہے..... پردہ اٹھاؤ... پردہ اٹھاؤ

(موسیقی کی ہلکی ہلکی لہر اٹھتی ہے

ابلیس:۔

اے یسوع کے رسول یہوداہ تم یہاں کیا کر رہے ہو، تمہیں
فقیہوں کا سردار کائفا بلا رہا ہے...... وہ تمہیں تیس سکے دیگا
......تیس سکے.... جو تمہارا حق ہیں... تمہارا حصہ ہیں جاؤ اور
کائفا سے لے لو

جانے کی آواز

(جلنے کی آواز) ذرا آہستہ چلنے والے کے قدموں کی آہٹ

کائفا:۔ کون ہو تم ؟

یہوداہ:۔ یہوداہ اسکریوتی

کائفا:۔ یسوع کے بارہ رسولوں میں سے ایک رسول

یہوداہ:۔ جی ہاں! کیا آپ نے مجھے بلایا تھا!

کائفا:۔ ہاں! میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم یسوع کے پاس رہ کر کیا کر رہے ہو.... یسوع ہمارے بزرگوں کی قائم کی ہوئی روائتوں کا مذاق اڑاتے ہیں ہمارے آباؤاجداد کی تہذیب کو توڑتے ہیں ہمارے عقیدوں کو غلط ٹھہراتے ہیں..... اس کے شاگرد ناپاک ہاتھوں سے کھانا کھاتے ہیں

(حقارت سے) اپنے ہاتھ تک نہیں دھوتے۔

یہوداہ:۔ اگر میں اسے تمہارے حوالے کردوں تو مجھے کیا دو گے۔

کائفا:۔ تیس سونے کے سکے...... لو یہ لو، (سکے گننے کی آواز)

یہوداہ:۔ شکریہ...... اچھا تو میں جاتا ہوں اور اسے پکڑوانے کا موقع ڈھونڈھتا ہوں۔

(قدموں کی آواز)

موسیقی کی لہر اٹھتی ہے اور آہستہ آہستہ تحلیل ہو جاتی ہے

یسوع (کھانا کھاتے کھاتے کہتا ہے) میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم میں
سے ایک مجھے پکڑوائے گا
(حیرانی کے ساتھ ملی جلی آوازیں) کیا میں .... کیا میں..... کیا
میں

پطرس :۔ اے خداوند کیا میں ہوں
یسوع :۔ جس نے میرے ساتھ طباق میں ہاتھ ڈالا ہے وہی مجھے
پکڑوائے گا.... ابن آدم کے حق میں جو لکھا جاتا ہے وہی ہوتا
ہے لیکن اس آدمی پر افسوس جس کے وسیلے سے ابن آدم
پکڑوایا جائے
یہوداہ :۔ اے ربّی کیا وہ میں ہوں
یسوع :۔ تو نے خود ہی کہہ دیا'

روٹی توڑنے کی آواز

یسوع :۔ لو کھاؤ یہ میرا بدن ہے.... (پیالے میں پانی ڈالنے کی آواز)
اے پروردگار تیرا شکر.....
لو یہ پیالہ لو تم سب اس میں سے پیئو کیونکہ یہ میرے اس
عہد کا خون ہے جو بہتوں کے لئے گناہوں کی معافی کے واسطے
بہایا جاتا ہے

یہوداہ کے اُٹھ کر جانے کی آواز

پطرس :۔ یہوداہ اسکریوتی یہاں سے اٹھکر باہر چلا گیا۔

یسوع :۔

ہاں ! اے بچو میں اور تھوڑی دیر تمہارے ساتھ ہوں ... تم مجھے ڈھونڈھو گے .... مگر جیسا کہ میں نے یہودیوں سے کہا تھا کہ جہاں میں جاتا ہوں وہاں تم نہیں آسکتے، ویسا ہی اب تم سے بھی کہتا ہوں (ذرا سے توقّف کے بعد) یاد رکھنا میں تمہیں ایک نیا حکم دیتا ہوں کہ ایک دوسرے سے محبّت رکھو ویسی محبّت جیسی میں نے تم سے رکھی اگر آپس میں محبت رکھو گے تو اس سے سب جانیں گے کہ تم میرے شاگرد ہو

پطرس :۔

اے خداوند تو کہاں جاتا ہے

یسوع :۔

جہاں میں جاتا ہوں وہاں اس وقت تم میرے پیچھے پیچھے نہیں آسکتے مگر بعد میں میرے پیچھے آؤ گے

پطرس :۔ اے خداوند میں تیرے پیچھے اب کیوں نہیں آسکتا میں تو

تیرے لئے اپنی جان دیدوں گا۔

یسوع :۔
پطرس میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ مرغ اس وقت تک بانگ نہ دے گا جب تک تو تین بار میرا انکار نہ کرلے گا.... تھوڑی دیر باقی ہے کہ دنیا مجھے پھر نہ دیکھے گی مگر تم مجھے دیکھتے رہو گے کہ میں جیتا ہوں... تم بھی جیتے رہو گے

یسوع :۔
تم سب اسی رات میری بابت ٹھوکر کھاؤ گے کیونکہ لکھا ہے کہ میں چرواہے کو ماروں گا اور گلہ کی بھیڑیں پراگندہ ہو جائیں گی (ذرا سے توقّف کے بعد) اے خدا جیسا تو چاہتا ہے ویسا ہی ہو..... دیکھو وقت آپہونچا ہے..... ابنِ آدم گنہگاروں کے حوالے کیا جائے گا۔ اُٹھو..... چلو..... دیکھو میرا پکڑوانے والا نزدیک آپہونچا ہے

شور مچتا ہے، ایک بھیڑ آتی ہے

یہوداہ :۔ شناخت کرلو کہ جس کو میں سلام کروں..... جس کو میں بوسہ دوں وہی یسوع ہے وہی یسوع ہے.... وقت ضایع نہ کرنا اور فوراً پکڑ لینا،

شور مچانے والے لوگ اندر داخل ہوتے ہیں

یہوداہ :- اے ربی سلام اپنا ہاتھ بڑھا کر میں تیرا بوسہ لوں

یسوع :- جس کام کو آیا ہے وہ کرلے

شور مچتا ہے پکڑ لو پکڑ لو

اچانک ایک تلوار کھینچنے کی آواز

یسوع :- اپنی تلوار کو میان میں کر لے کیونکہ جو تلوار کھینچتے ہیں وہ سب تلوار سے ہلاک کیئے جائیں گے۔

یسوع :- لوگو سنو! کیا تم تلواریں اور لاٹھیاں لے کر مجھے ڈاکو کی طرح پکڑنے نکلے ہو.... میں ہر روز ہیکل میں بیٹھ کر تعلیم دیتا تھا اور تم نے مجھے نہیں پکڑا مگر یہ سب کچھ اس لئے ہوا ہے کہ نبیوں کے نوشتے پورے ہوں۔

ذرا دیر ہجوم کا شور .... پھر آہستہ آہستہ سناٹا پھیلتا ہے

اسی سنّاٹے میں ایک بچہ چیختا ہوا دوڑتا ہے

بابا بابا بابا ——— اسے صلیب دیدی گئی ——— اسے صلیب دیدی گئی!

بوڑھے کی آواز ہاں بیٹا ——— نبیوں کے نوشتے پورے ہو گئے۔ نبیوں کے نوشتے پورے ہو گئے!

****

ابنِ مریم

بدن کا چراغ آنکھ ہے اگر تیری آنکھ درست ہو تو تیرا
سارا بدن روشن ہو گا اگر تیری آنکھ خراب ہو تو تیرا
سارا بدن تاریک ہو گا پس اگر وہ روشنی جو تجھ میں ہے
تاریکی ہو تو تاریکی کیسی بڑی ہو گی۔

(انجیلِ مقدس)

عیسیٰ سے پہلے دہر کا حالِ زبوں نہ پوچھ
دیوانگی نہ پوچھ فسونِ جنوں نہ پوچھ

نوعِ بشر کا حالِ خراب و تباہ دیکھ
تاریخ کی نظر سے وہ دورِ سیاہ دیکھ

وحشت کی آندھیاں تھیں بگولے جنوں کے
بادل برس رہے تھے زمانے میں خون کے

❁

وہم و گماں اثاثۂ ذہن و شعور تھا
ہر آدمی یقین کی منزل سے دور تھا

دیں کے اجارہ دار تشدد شعار تھے
رب کے بجائے نفس کے طاعت گزار تھے

یوں منڈیوں میں بکتی تھیں نوخیز لڑکیاں
میلے میں جیسے روغنی مٹی کی گجریاں

❁

سوداگری فریب کی دھندے گناہ کے
قائل نہ تھے نزولِ عذابِ الٰہ کے

مادر کی آبرو تھی نہ عزت پدر کی تھی
تھیں خصلتیں درندوں کی صورت بشر کی تھی

غیظ و غضب تھا جبر و تشدد تھا قہر تھا
انسان کے بدن میں لہو کب تھا زہر تھا

یہ بھوک تھی کہ خود کو چباتے تھے بھون کے
یہ پیاس تھی کہ پیتے تھے پیمانے خون کے

ہر دل تپاں تھا ماہیٔ بے آب کی طرح
افلاس اک عذاب تھا سیلاب کی طرح

یوں زندگی کی راہ میں چلتا تھا آدمی
کھاتا ہو جیسے ٹھوکریں نابینا آدمی

برسا دیا تھا خونِ یقیں اشتباہ نے
اوڑھی تھی پارسائی کی چادر گناہ نے

خوشبو سے اپنے تن کی حسینان گلبدن
راہب کا پوری رات بساتے تھے پیرہن

ہفتہ کا روز، روزِ عبادت ضرور تھا
لیکن سروں میں نشۂ جامِ غرور تھا

حرص و ہوس نے ڈالی تھیں پیروں میں بیڑیاں
عشرتکدوں میں اُڑتی تھیں ایماں کی دھجیاں

❁

بیمار و ناتوان و کنیز و غلام کی
مور و مگس کے مول سے کمتر تھی زندگی

سفاک تاجروں کے غلامانِ بیکساں
کھیتے تھے گہرے گہرے سمندر میں کشتیاں

شیشہ خرد کا گرد انا سے اٹا ہوا
تھا علم و آگہی کا گریباں پھٹا ہوا

❁

ظلم و ستم کی شب تھی جہالت کی رات تھی
گھائل حواس و ہوش تھے زخمی حیات تھی

دنیا کو بیکلی تھی شکیبائی کے لئے
عیسیٰ کو ڈھونڈتی تھی مسیحائی کے لئے

یوحنا آفتاب فروغِ سحر کا تھا
فانوس ضوفشاں زکریا کے گھر کا تھا

ہادی و پیشوائے خردمند کی طرح
موجود تھا نقیبِ خداوند کی طرح

یردن کی موجِ آب میں بپتسمہ دے کے وہ
کہتا تھا اعتماد کا پیمان لے کے وہ

تم منتظر رہو کہ خداوندِ ذوالجلال
بھیجے گا اپنے نور کا اک پیکر جمال

اک روز وہ زمیں پہ دیارِ نجات سے
بپتسمہ دینے آئے گا آبِ حیات سے

شمعون تھا ظہورِ مسیحا کا منتظر
چشم و چراغِ خالقِ یکتا کا منتظر

عیسیٰ کو دیکھنے کا یقیں ابتدا سے تھا!
اس کی طویل عمر کا وعدہ خدا سے تھا

ہر دم دعا تھی نورِ الٰہی کو دیکھ لے
گیتی پہ آسمان کی شاہی کو دیکھ لے

کہتا تھا وہ کہ آئے گا جلدی خدا کا نور
خالق کی بادشاہی کا ہونے کو ہے ظہور

گودی میں لے کے اُس کو زیارت کروں گا میں
دیدار پہلے ہو گا مجھے، پھر مروں گا میں

تھی آمدِ مسیح کی پھیلی ہوئی خبر
ڈرتے نہ تھے خدا سے مگر پیکرانِ شر

قیصر کی سلطنت تھی تشدد کا دور تھا
ہر حق پسند وقفِ جفا نذرِ جور تھا

حاکم تھے اپنی وضع میں صیاد کی طرح
محصول لینے والے تھے جلاد کی طرح

بندے تڑپ رہے تھے خدا کیسے دیکھتا
ماں سے کہیں سوا ہے مشیّت کی مامتا

قدرت نے اپنے بندوں کے آلام دیکھکر
سورج سحر کا بھیج دیا شام دیکھکر

مریم سے تخلیہ میں مَلک نے کیا کلام
بھیجا ہے تجھ کو خالقِ کونین نے سلام

مولودِ رب کا ہوگا ترے بطن سے ظہور
گودی میں تیری آئے گا چشمِ خدا کا نور

خلّاقِ دوجہاں کے جگر بند کی طرح
آئے گا وہ زمیں پہ خداوند کی طرح

وہ ہے حصارِ نورِ الٰہی میں جلوہ گر
اتنا عزیز جیسے پدر کے لئے پسر

صادق تھا روحِ قدس کہ صادق خبر ملی
جبریل سے بشارتِ نورِ نظر ملی

حیران تھیں فرشتہ رب کے خطاب سے
مریم کا دل دھڑکنے لگا اضطراب سے

منصوبۂ الٰہ بدلتا نہیں کبھی
جو بھی خدا کا حکم ہو ٹلتا نہیں کبھی

حق کے دُرِ مُراد کو آبِ صدف ملا
داؤد کے نسب کو وقار و شرف ملا

روشن چراغِ گل ہوا شبنم کی گود میں
آئینہ حق کا آ گیا مریم کی گود میں

گودی بھری تھی مریم عصمت مآب کی
اُتری تھی آسماں سے کرن آفتاب کی

چرواہوں کو ملک سے نوید خوشی ملی
شاداں ہوئے کہ جیسے نئی زندگی ملی

بیت اللحم میں آئے وہ تصدیق کے لئے
پیدائشِ مسیح کی تحقیق کے لئے

قدسی کے ہر بیاں کی صداقت تھی آشکار
حیرانی میں روشنیٔ مشیّت تھی آشکار

نظارۂ مبارک و مسعود دیکھکر
شاداں ہوئے وہ صورتِ مولود دیکھکر

پیدائشِ نجات دہندہ کا تذکرہ
ہر قریہ و دیار میں مشہور ہوگیا

مشرق میں نجم نو کو ضیابار دیکھ کر
حیران تھے لوگ مطلعٔ انوار دیکھ کر

آثارِ نورِ قدرتِ یزداں عیاں ہوئے
بیت اللحم کی سمت مجوسی رواں ہوئے

باطل لرز لرز گیا حق کے ظہور سے
ظلمت کا دل دھڑکنے لگا موجِ نور سے

تھا ہیرودس دیارِ یہوداہ کا بادشاہ
باطل پسند ایذا رساں پیکرِ گناہ

وہ بد شعار مائلِ بیداد ہو گیا
پیاسا لہو کا خنجرِ جلاد ہو گیا

تھا روشنی کے قتل کا ساماں کیے ہوئے
بیٹھا تھا زیرِ آستیں خنجر لیے ہوئے

جب حق نے دشمنوں سے انہیں باخبر کیا
بیت اللحم سے مصر کی جانب سفر کیا

طاعت گزارِ ربِ دو عالم چلے گئے
بچے کو لے کے یوسف و مریم چلے گئے

ناکام جب ارادۂ بیداد ہوگیا
بیدرد ہیرودس ستم ایجاد ہوگیا

بھر کر لہو سے پینے لگا وہ انا کا جام
کرنے لگا غریبوں کے بچوں کا قتلِ عام

جب ظلم کا چڑھا ہوا دریا اُتر گیا
جب ہیرودس کی عمر کا پیمانہ بھر گیا

چھوڑا دیارِ مصر کو سمت وطن چلے
جیسے ہوا بہار کی سوئے چمن چلے

جب اہلِ ظلم خانماں برباد ہو گئے
وہ ناصرت کے شہر میں آباد ہو گئے

باطل نے پھر بھی بدلا نہیں ظلم کا شعار
مریم کے ارد گرد مصیبت کا تھا حصار

معصوم و شیر خوار چراغ الٰہ تھا
وہ ربِّ ذوالجلال کا نورِ نگاہ تھا

شائستگی و عصمت و عفت کا آئینہ
مریم تھیں موجِ نورِ طہارت کا آئینہ

ظلمت سے روشنی کی ہزیمت محال ہے
سورج پہ پردہ ڈال دے کس کی مجال ہے

بچے کو ماں نے گود میں شفقت سے پال کے
پورے تمام کام کیے ذوالجلال کے

تاریکیوں کے درمیاں جلوہ فشاں ہوا
وہ دشمنوں کے بیچ میں رہ کر جواں ہوا

اک دن یروشلم میں نصیحت کے واسطے
آیا بہ احتشام ہدایت کے واسطے

فرمایا میں ہوں پرچمِ قدرت لئے ہوئے
مجھ پر خدا کی روح ہے سایہ کئے ہوئے

بھیجا گیا ہوں اندھوں کی بینائی کے لئے
آیا ہوں دردِ دل کی مسیحائی کے لئے

ناشادیاں تمام ہوں دلشادیاں ملیں
کچلے ہوؤں کو جینے کی آزادیاں ملیں

پورا ہوا نوشتۂ تورات اِس طرح
آتا ہے روبرو خطِ تقدیر جس طرح

ارضِ خدا پہ دین کی شاہی کے واسطے
میں ہوں نفاذِ امر و نواہی کے واسطے

کچھ بے شعور عالمِ حیرت میں کھو گئے
کچھ بے ضمیر مفسد و گستاخ ہو گئے

سچ کے خلاف جھوٹ کا پیکر بنے ہوئے
کچھ لوگ تھے ڈھٹائی سے پتھر بنے ہوئے

کچھ لوگ لے چلے اُسے اپنے دیار میں
یہ قصد تھا گرا دیں بلندی سے غار میں

لیکن وہ ان کی بھیڑ سے بچ کر نکل گیا
دنیا میں اُس کی جاں کا نگہبان تھا خدا

دستِ دعا کی رحل پہ انجیل کھول کے
اس نے وفا پلائی محبت میں گھول کے

حق کا پیام رشد و ہدایت سمجھ گئے
شاگرد سب حقیقتِ خلقت سمجھ گئے

اس نے زمانے بھر کی نصیحت کے واسطے
بارہ چُنے رسول ہدایت کے واسطے

ارواحِ بد پہ اس نے دیا اُن کو اختیار
وہ خود تھا معتبر تو کیا سب پہ اعتبار

ان کے ضعیف نفس کو طاقت عطا ہوئی
شر سے جدائی، خیر سے قربت عطا ہوئی

ان کو مقامِ اوج و فضیلت بھی دیدیا
اپنی طرف سے حق نیابت بھی دیدیا

شمعون اور پطرس و یعقوب خوشخصال
یوحنا اور توما خردمند و باکمال

محصول لینے والا متی حق شناس تھا
تصویرِ حسنِ مہر و وفا اندر یاس تھا

یعقوب ابن حلفئی ایثار کا چراغ
تدئی تھا انکسار کے رنگیں گلوں کا باغ

عابد تھا برتمائی خوش خو و حق نواز
فلپس کا دل تھا عارفِ معبود بے نیاز

زہرِ جگر خراش تہہِ قند چھپ گیا
اس بزم میں عدوئے خداوند چھپ گیا

ملتی نہیں یہوداہ سے غدار کی مثال
ایسے گناہگار و خطا کار کی مثال

روشن نظر مسیح اُسے جانتا بھی تھا
اپنے عدو کے چہرے کو پہچانتا بھی تھا

لیکن تھا چپ مشیتِ باری کو مان کے
کرتا تھا چشم پوشیاں دشمن سے جان کے

سمجھے نہ بے خبر اُسے، وہ، پیکرِ خطا
اکثر کہا تھا اس نے کہ ہے کون بے وفا

نیت دلِ بشر کی اساسِ جزا نہیں
بے ارتکابِ جرم جہاں میں سزا نہیں

دنیا کی حرص میں ستم ایجاد بن گیا
ہمدرد جب نہ بن سکا جلّاد بن گیا

رسوا رہے گا دہر کے عہدِ تمام تک
دشنام بن گیا ہے یہوداہ کا نام تک

خوار و ذلیل و کمتر و بدتر کہے بغیر
"لیوے نہ کوئی نام ستمگر کہے بغیر" (غالب)

باقی مگر ہے سلسلہ حق کے پیام کا
جلوہ رہے گا حشر تک عیسیٰ کے نام کا

موجود تھا زمیں پہ تو معجز نگار تھا
ہر مبتلائے درد کا تیماردار تھا

لیتا تھا کام جب بھی لبِ اختیار سے
مُردے بھی جاگ اُٹھتے تھے اسکی پکار سے

سوکھا ہوا درخت بھی شاداب ہو گیا
جس پر کرم کیا وہ شفا یاب ہو گیا

وہ کوڑھ اور جذام کی بیماریوں کے لوگ
وہ نفس کی ہوس وہ خطاکاریوں کے لوگ

آسیب نے ٹھکانے بنائے تھے جان میں
بد روحیں بس گئی تھیں دلوں کے مکان میں

وہ روح کا علاج تھا احساس کی دوا
ہر جذبۂ علیل کو دینے لگا شفا

ہر معجزے نے عقل کو حیران کر دیا
دل کے سبو میں بادۂ ایثار بھر دیا

مسیحائی کے نصاب کی تعلیم پا گیا
انساں پلٹ کے راہِ صداقت پہ آ گیا

معبود کو پسند ہیں دنیا میں کیسے لوگ
اُس نے کہا سعید و مبارک ہیں ایسے لوگ

تکلیف جو اُٹھاتے ہیں سچائی کے سبب
سہتے ہیں جو غموں کو تحمّل سے روز و شب

جو صلح جُو شفیق و رفیق و حلیم ہیں
صادق ہیں راستباز ہیں دل سے رحیم ہیں

تبریک دو کہ صاحب شان و وقار ہیں
خالق کی بادشاہی میں یہ حصّہ دار ہیں

اُس نے کہا ستائیں گے تم کو جفا پسند
مجھ پر بھی لعن طعن کریں گے خطا پسند

جیسے کہ اصفیا کو رلاتے رہے ہیں لوگ
ماضی کے انبیا کو ستاتے رہے ہیں لوگ

اہلِ جفا دجورستم ڈھائیں گے ضرور
تم کو بہت ستائیں گے بے دین و بے شعور

لیکن جہاں میں جو بھی مرا دوستدار ہے
وہ حقہ دارِ رحمتِ پروردگار ہے

انسان کا وقار ہو تم آبرو ہو تم
دانش ہو تم امید ہو تم آرزو ہو تم

تم ہو نمک زمین کا تم ہو جہاں کا نور
تم آگہی کا جام ہو تم شیشۂ شعور

پیمانہ ڈھانکتے نہیں کوپر چراغ کی
رکھتے ہیں طاق پر کہ میسر ہو روشنی

نمکیں نہ ہو نمک تو بھلا کون کھائے گا
مانندِ سنگ و خشت وہ پیروں میں آئے گا

چوٹی پہ کوہسار کی لبستا ہے جو دیار
چھپتا نہیں نظر سے کہ ہوتا ہے آشکار

روشن ہو یوں کہ سارا جہاں ضو طلب کرے
جو شخص تم کو دیکھ لے تمجیدِ رب کرے

فرمایا انبیا کے صحیفے ہیں لاجواب
منسوخ میں کروں گا نہ ہرگز کوئی کتاب

کہتا ہوں تم سے سچ کہ یہ توراۃ اور زبور
ہیں تیرہ خاکدانِ جہاں میں چراغِ نور

تشریح کے لئے کبھی تمثیل کے لئے
آیا ہوں ان کتابوں کی تعمیل کے لئے

کہتا ہوں تم سے سچ کہ ہے جبتک یہ کائنات
باقی رہیں گے مصحفِ توراۃ کے نکات

جو پیروی کرے گا بڑائی اُسی کی ہے
شاہی میں آسماں کی رسائی اُسی کی ہے

تم میں قریشیوں سے جو بڑھ کر ہے پاکباز
وہ ہے بزرگ، پیشِ خداوندِ بے نیاز

الزام ہو زنا کا تو زوجہ کو چھوڑیئے
ورنہ کسی بھی حال میں رشتہ نہ توڑیئے

بھائی کے دل میں بھائی سے کوئی کپٹ نہ ہو
غصّہ کی آنچ آتشِ غم کی لپٹ نہ ہو

وہ جان لیں جو قائلِ روزِ معاد ہیں
تسبیحِ رب سے پہلے حقوق العباد ہیں

جب تک کہ کوڑی کوڑی نہ ہو جائے گی ادا
چھوڑے گا مدعی نہ ترا دامنِ قبا

لینا کبھی قصاص نہ بدلہ نہ انتقام
رب کی خوشی ہے اس میں کہ لو درگزر سے کام

مارے کوئی طمانچہ اگر ایک گال پر
کر دوسرا بھی پیش بہ اندازِ درگزر

اپنوں سے پیار کرنے کا کیا اجر کیا مزا
دشمن سے بھی ہو پیار تو ہے پیار کا مزا

پاتے ہیں نیک و بد یہاں ہر نعمتِ خدا
وہ دھوپ ہو کہ چاندنی پانی ہو یا ہوا

خوش خود خوش مزاج بھی ہوں خوش سیَر بھی ہوں
کامل اگر پدر ہے تو کامل پسر بھی ہوں

❁

جود و سخا میں کِبر و ریا کا اثر نہ ہو
خیرات یوں کرو کہ کسی کو خبر نہ ہو

دستِ کرم کو دور رکھو داغِ عیب سے
خیرات کا صلہ تمہیں ملتا ہے غیب سے

بازار میں نمائشِ تقویٰ نہ کیجیے
اپنی کسی دعا کا تماشا نہ کیجیے

❁

بچ کر نگاہِ قافلۂ رہگزار سے
تنہائی میں دعا کرو پروردگار سے

اپنی دعا میں ضد نہ کرو ذوالجلال سے
معبود بے خبر نہیں بندوں کے حال سے

حد سے سوا بیاں نہ کرو اپنی حاجتیں
معبود جانتا ہے تمہاری ضرورتیں

جو مانگتا ہے ملتا ہے رب سے اُسے ثمر
دستک جو کوئی دے گا تو گھر کا کھلے گا در۔

بندوں کے تم معاف کرو گے اگر قصور
تم بھی خدا سے پاؤ گے پھر مغفرت ضرور

کرتے نہیں جو دل سے کسی کی خطا معاف
اُن کے گناہ بھی نہ کرے گا خدا معاف

صائم ہو، جب خدا کے اطاعت گزار ہو
صورت سے کیوں جتاؤ کہ تم روزہ دار ہو

اوقاتِ صوم میں نہ کبھی بدحواس ہو
بکھرے ہوئے ہوں بال نہ چہرہ اداس ہو

منہ دھو کے اپنے بالوں میں روغن لگائیے
حمدِ خدا سے روزے کی زینت بڑھائیے

دنیا کے جمع مال میں چوری کا ڈر بھی ہے
خوف نقب زنی بھی ڈکیتی کا ڈر بھی ہے

سامان اپنا رکھتے ہیں جو آسمان پر
ہوتا ہے ان کو کوئی تردد نہ کوئی ڈر

ہوتا ہے جمع مال و متاعِ بشر جہاں
رہتا ہے اس کا دل بھی وہاں روح بھی وہاں

دولت کا عشق، خالقِ عالم کی بندگی
اک دل میں دو محبتیں بستی نہیں کبھی

یکساں ہو دل میں دو کی محبت محال ہے
دو مالکوں کی ایک سی خدمت محال ہے

دنیائے رنگ و بو کے بدلتے نہیں اصول
فردا کی فکر اور غمِ دوش ہے فضول

انساں کی آنکھ اس کے بدن کا چراغ ہے
سینے میں روشنی ہے منوّر دماغ ہے

آنکھیں اگر ہیں ٹھیک تو پھر ٹھیک ہے بدن
آنکھیں نہ ہوں درست تو تاریک ہے بدن

آنکھیں اگر نجس ہیں تو دل بھی نہیں ہے پاک
آنکھیں اگر ہیں پاک تو ساری زمیں ہے پاک

شہتیر اپنی آنکھ کا پہلے نکال لے
پھر دوسروں کی آنکھ سے تنکے نکال لے

اوصاف دیکھ اوروں کا اوج و شرف بھی دیکھ
خود تجھ میں کتنے عیب ہیں اپنی طرف بھی دیکھ

اچھائی ہے کہ موجب آزار تو نہ بن
اس بات میں ہے سب کا بھلا عیب جُو نہ بن

تم اپنی ذات کے لئے کرتے ہو جو پسند
اوروں کے واسطے بھی وہی شے کرو پسند

توارات اور بھیجے ہوئے حق کے انبیا
تم کو یہی نصیحتیں کرتے رہے سدا

میری نصیحتوں کو جو مانے گا وہ بشر
اپنا مکاں بنائے گا محکم چٹان پر

جو بھی مرے کلام پر کرتا نہیں عمل
تعمیر کر کے بیٹھا ہے وہ ریت کا محل

جو نا سمجھ بناتے ہیں ریتی پہ اپنا گھر
لگتا ہے ان کو صبح کی ٹھنڈی ہوا سے ڈر

مضبوط جن مکانوں کی بنیاد ہو یہاں
ان کو نہ زلزلہ نہ گرا تی ہیں آندھیاں

اُگتا ہے گہری مٹی سے جس بیج کا شجر
لاتا ہے اپنی شاخوں میں سو سو گنا ثمر

مٹی میں بے جڑے ہوئے اُگتا ہے جو شجر
وہ دھوپ میں جھلستا ہے لاتا نہیں ثمر

جن پہ کلامِ دینِ مبیں بے اثر رہے
وہ جھاڑیوں کے پیڑ ہیں جو بے ثمر رہے

ٹھہریں گے کتنے روز دیارِ فنا میں لوگ
کب تک اڑیں گے حرص و ہوس کی ہوا میں لوگ

پوچھے گا کوئی تم سے کسی روز یہ سوال
اپنے عمل کی جھولی میں لائے ہو کتنا مال

اپنے خزانے بھر لو زر و سیم سے مگر
جاتا ہے خالی ہاتھ زمانے سے ہر بشر

بھولو جزا کے دن کو نہ دولت کی چاہ میں
زردار کوئی بھی نہیں رب کی نگاہ میں

رہتے ہیں اس جہان میں جو خانماں خراب
شاہی میں آسماں کی وہ ہوتے ہیں فیضیاب

افلاس کا عذاب اٹھائے گا جو یہاں
اپنے خدا سے پائے گا وہ نعمتیں وہاں

محصول لینے والے خطاکار ہی سہی
بے دین و بد شعار و گنہگار ہی سہی

لیکن طبیب جاتا ہے بیمار کے قریں
کرتا ہے گفتگو وہ بہ انداز دلنشیں

دیتا ہے چارہ گر غم و آزار کی دوا
حاصل ہو تاکہ جلد ہی بیمار کو شفا

حق کی طرف بلاتے ہیں اہلِ گناہ کو
رہبر کی احتیاج ہے گم کردہ راہ کو

اک بھیڑ گلہ بان کی کھو جائے جب گھڑی
اسوقت اس کے دل کی کوئی دیکھے بیکلی

وہ ایک کی تلاش میں باقی کو چھوڑ کر
پھرتا ہے بن میں بال پریشاں اِدھر اُدھر

اس کو تلاش کرتا ہے میداں میں ہر طرف
گھبرا کے دوڑتا ہے بیاباں میں ہر طرف

ملنے پہ شاد ہوتا ہے وہ جھومتا بھی ہے
باہوں میں لے کے پیار سے منہ چومتا بھی ہے

کھو جائے ایک سکّہ اگر اتفاق سے
گھر بھر میں ڈھونڈتے ہیں بڑے غور سے اُسے

جب چھوڑتا ہے راہِ خطا کو خطا شعار
آتا ہے راہِ حق کی طرف جب گناہگار

کرتا ہے جب بھی توبہ کوئی بندۂ خدا
جب مغفرت کی کرتا ہے غفار سے دعا

بجتے ہیں شادیانے مسرّت کے بے گماں
ہوتی ہے عید کی خوشی بالائے آسماں

توراۃ میں ہے حکم کہ ربِّ غفور سے
کر عشق پوری جان سے پورے شعور سے

حاجت ہے پھول پھول کو گلشن میں اوس کی
خدمت خدا کی ہوتی ہے خدمت پڑوس کی

جو اجنبی ہے وہ بھی پڑوسی ہے جان لے
ہمدرد جو بنے جو اُسے ہمسایہ مان لے

کیا جانے کتنی دیر میں آئے تری برات
دانائی یہ ہے تیل بھی رکھ لے دیئے کے ساتھ

دنیا میں یہ اثر ہے محبت کی آہ کا
آنسو وفا کے دھوتے ہیں دامن گناہ کا

❀

پانی بُرا دیا ہوا پی کر سدا جیئو
جو عمر بھر کی پیاس بجھائے وہ جل پیئو

اس عالم حیات میں غافل کبھی نہ ہو
کتنی ہی نیند آئے مگر جاگتے رہو

تعلیم اس کی شمع سر طور ہو گئی
فکر و نظر کی تیرگی کافور ہو گئی

❀

اس نے دیئے جلائے شب غم بسر ہوئی
روشن ہوئی زمین سحر جلوہ گر ہوئی

سویا تھا جو ضمیر وہ بیدار ہو گیا
دل آدمی کا مطلع انوار ہو گیا

نورِ سحر سے رات کی ظلمت کو بیر ہے
شر کا اندھیرا دشمنِ فانوس خیر ہے

ذاتِ عزیز و پیکرِ مقبول کے عدو
مانندِ خار، باغ میں تھے پھول کے عدو

کتنی ہی سازشیں تھیں تشدد کی جور کی
تھی بند ان کی عقل پہ ہر راہ غور کی

مدہوشِ ظلم و جور تھے خنجر لئے ہوئے
بیٹھے تھے اس کے قتل کی سازش کئے ہوئے

آیا پلٹ کے جانبِ شہرِ یروشلم
معجز نما تھا اُٹھتا ہوا اس کا ہر قدم

رو رو کے وہ پکارا کہ اے شہرِ آرزو
اک دن کریں گے مورچہ بندی ترے عدو

امواج خوں میں ڈوبیں گے دیوار و در تمام
تڑپیں گے تیری خاک پہ تیرے پسر تمام

جس دم نگاہِ لطفِ خدا تھی تری طرف
اُس دم نہ سمجھا تو نے کہ کیا ہے ترا شرف

حالات جب بدل گئے ناشاد ہو گئے
جو ناشناسِ وقت تھے برباد ہو گئے

ہیکل کے تاجروں کی خدا پر نظر نہیں
یہ ڈاکوؤں کا گھر ہے عبادت کا گھر نہیں

تحریر ہے کہ حمد و عبادت کا گھر ہے یہ
نفرت کی جا نہیں ہے محبت کا گھر ہے یہ

اُس کی ہدائتیں تھیں فقیہوں کو ناگوار
جو زندگی میں جھوٹ کا کرتے تھے کاروبار

تھے پارسا نمائشِ دنیا کے واسطے
ناسور تھے جو ملت کُٹی کے واسطے

خطرہ تھا کاہنوں کو زمانہ پلٹ نہ جائے
خود ان کے اقتدار کی مسند الٹ نہ جائے

اس کی نصیحتوں سے فریسی تھے بیقرار
ڈر تھا کہ بند ہو نہ کہیں ان کا کاردبار

نیندیں اڑی تھیں خوف سے ہر بدنہاد کی
یہ تھی بنا عداوت و بغض و عناد کی

تھا ایک دن وہ بزمِ ہدایت میں جلوہ گر
اُس وقت اُس کی ساری خدائی پہ تھی نظر

شاگرد سب تھے اس کی نگاہوں کے روبرو
شامل تھا جن میں جانِ خداوند کا عدو

اُس نے لبِ یقیں سے کہا ان کے درمیاں
ہوتے ہیں دوستوں میں بھی اکثر عدوئے جاں

بولا یہوداہ کون ہے وہ خانماں خراب
اس نے کہا سوال نے خود دیدیا جواب

فرمایا اس نے میری جدائی قریب ہے
میری نظر کے سامنے میری صلیب ہے

آیا تھا میں خدا کی طرف سے جہان میں
جانا ہے پھر خدا کی طرف آسمان میں

پیشِ خدا فلک پہ نہ محجوب ہوں گا میں
یہ جانتا ہوں آج، کہ مصلوب ہوں گا میں

اٹھ کر یہوداہ بزم سے باہر چلا گیا
اب اس کے راستے کا تھا ابلیس رہنما

بولا مسیح عید کی خوشی کے دن
ہوتے ہیں آج پورے مری زندگی کے دن

آیا یہوداہ بھیڑ کے ہمراہ مشتعل
بے آبرو و خوار، سیہ بخت و سنگ دل

تھا بے حیا حجاب نہ کوئی نظر میں تھا
بوسہ دیا کہ شعلۂ سازش شرر میں تھا

غم خوار کو مقید آزار کر لیا
اک چارہ گر تھا جس کو گرفتار کر لیا

سردار کاہنوں میں تھا اک شخص کائفا
اہلِ ستم کا دوست یہوداہ کا آشنا

تھا جمع اُس کے گھر میں فقیہوں کا اک ہجوم
انبوہِ بے شعور و خرد مجمعِ ظلوم

الزام گھڑ رہا تھا ڈھٹائی سے بے حیا
لیکن کوئی گواہ نہ کوئی ثبوت تھا

وہ خانۂ جفا وہ فقیہوں کا شور و غل
تھے متفق سزا پہ ستمگار کُل کے کُل

وہ نفسِ مطمئین بنی آدم کا تھا شرف
اُس کی نظر لگی رہی معبود کی طرف

اُس کے ضمیرِ پاک پہ غم کا اثر نہیں
چشمِ مسیح ایک بھی آنسو سے تر نہیں

تسلیم و شکر و صبر کی تصویر بے مثال
معصومیت کے چہرے سے ظاہر نہ تھا ملال

چہرہ جفا و جور کا جب بے نقاب تھا
مظلوم کا سکوت مسلسل جواب تھا

دربارِ پیلاطُس میں برائے سزا اُسے
لائے رسن میں باندھ کے اہلِ خطا اُسے

حاکم سے کاہنوں نے کئے یہ مطالبے
پشت و کمر پہ دُرّے لگا کر صلیب دے

حاکم نے جب لیا نہ کسی بات کا اثر
برپا ہوا فقیہوں کی جانب سے شور و شر

لاحق ہوا فساد کا خطرہ تو ڈر گیا
گھبرا کے پیلاطُس نے یہ دربار میں کہا

فتنہ اُٹھے نہ کوئی بپا ہو نہ کوئی شر
اس کے کسی قصور کی مجھ کو نہیں خبر

دیتا نہیں سزا میں کسی بے گناہ کو
مجھ کو جواب دینا ہے اپنے الٰہ کو

بارِ گناہ مجھ پہ نہیں پیشِ کردگار
جو چاہو دو سزا تمہیں دیتا ہوں اختیار

حاکم سے بولے شور مچا کر وہ اہلِ شر
اس شاہِ ناصری کو چڑھا دو صلیب پر

جب اُس کے تن پہ دُرّے لگاتے تھے اہلِ جور
کہتا تھا مسکرا کے وہ کلماتِ خیر اور

آندھی ستم کی لے اُڑی اہلِ ہوس کے ہوش
لائے اسے صلیب کے نزدیک حق فروش

باطل نے جب صلیب پہ حق کو چڑھا دیا
گیتی کا زلزلوں نے کلیجہ ہلا دیا

نامِ یسوعِ پاک بہ دشنام لکھ گئے
اس کے خلاف جو بھی تھے الزام لکھ گئے

آ کر صلیب کے تلے کہتے تھے بدکلام
بیٹا ہے تو خدا کا خدائی کا لے سلام

اپنے پدر کو عرشِ بریں سے پکار لے
وہ آئے اور صلیب سے تجھکو اتار لے

کہتا تھا تو کہ تو ہے خدائی کا چارہ گر
اب اپنی زندگی کو بچانے کی فکر کر

گستاخ پھینکتے تھے دہن کا لعاب تک
لیکن نہ پہونچی خاک کبھی ماہتاب تک

حق کے وقار شر کی خجالت کے واسطے
زندہ ہوا ثبوت قیامت کے واسطے

گیتی سے آسمان کی جانب بلا لیا
وہ سایۂ خدا تھا خدا نے اٹھا لیا

مرنے کے بعد جی اُٹھا تو ما سے پوچھ لے
موجود ہے وہ آج بھی دنیا سے پوچھ لے

منہ پھیٹ کر جہاں سے یہوداہ گزر گیا
احساس جب گناہ کا جاگا تو مر گیا

عزت کی زندگی کا قرینہ سکھا دیا
مصلوب ہونے والے نے جینا سکھا دیا

ہر مکتبِ خیال کو انجیل دے گیا
جو گُل کبھی نہ ہوگی وہ قندیل دے گیا

اس نے کہا بشر میں اگر منصفی نہیں
کہنے کو آدمی ہے مگر آدمی نہیں

بچوں کے واسطے وہ محبت کی گود تھا
گہوارۂ قرار تھا شفقت کی گود تھا

چشم و چراغ، مریم عصمت مآب کا
مظلوم عورتوں کے لئے دردمند تھا

پطرس کے پاؤں دھوئے محبت کے واسطے
سب بندگانِ رب میں رفاقت کے واسطے

تورات کے حوالے سے اکثر کیا کلام
اس نے سکھایا دوسرے دینوں کا احترام

جو بھی چلن میں اپنے محبت پسند ہے
تیری ہدایتوں کا وہ احسان مند ہے

نظمی مرا یقیں ہے ہدایت کے واسطے
آئے گا ایک دن وہ امامت کے واسطے

وہ جلیل القدر پیغمبر محبت کا رسول
گلستانِ عصمتِ مریم کا وہ پاکیزہ پھول
جھاڑ کر پیشانیٔ انسانیت سے خاک دھول
جس نے کی اہلِ جفا سے تحفۂ سولی قبول
دشمنِ جاں کو بھی دیں جس نے دعائیں پیار سے
چرخ پر رکھا قدم جس نے فرازِ دار سے

وہ مسیحِ چارہ ساز و غمگسارِ کائنات
رہنمائے دین و دنیا رہبرِ راہِ نجات
ہوتے تھے دستِ کرم پر جس کے ظاہر معجزات
پھونک دی جس نے زمانے میں نئی روحِ حیات
آدمی حیران تھا اس قوتِ اعجاز پر
جاگ جاگ اٹھتے تھے مُردے جس کی اک آواز پر

راستی لپٹی ہوتی تھی نقشِ پائے ناز سے
نور کے الفاظ ڈھلتے تھے لبِ اعجاز سے
دل کو جیسے دل پکارے پردہ ہائے ساز سے
میرا لہجہ مل گیا انجیل کی آواز سے
جو بھی منزل ہے صداقت کی مرے رستے میں ہے
پھول مریم کا مرے پھولوں کے گلدستے میں ہے

نعتیں

یارب دکھادے بندوں کو صورت مسیح کی
درکار ہے جہاں کو ہدایت مسیح کی
ساری خدائی کو ہے ضرورت مسیح کی

اب دردِ دل کی تاب نہ زخمِ جگر کی تاب
تشنہ لبی کی آگ ہے محتاجِ موجِ آب
برسادے پیاسی خاک پہ رحمت مسیح کی

پھیلی ہوئی ہے سارے زمانے میں تیرگی
تہذیب کی ضیا نہ تمدّن کی روشنی
دل میں جلادے شمعِ محبت مسیح کی

برسات آنسوؤں کی ہے بارش لہو کی ہے
چاکِ دلِ بشر کو ضرورت رفو کی ہے
ہے چارہ ساز آدمی حکمت مسیح کی

قائم رہے زمانے میں پھر امن زندگی
پھیلے خدائی بھر میں محبت کی روشنی
نظمیؔ ہو سب پہ چشمِ عنایت مسیح کی

تو امن کا پیامی پیغمبرِ گرامی
تو بیکسوں کا بھائی تھی ہر ناتواں کا حامی

تو چشمۂ ہدایت تو چارہ سازِ عالم
تو عصمتِ مجسم تو جان و روح مریم
تیرا مسیح رب نے رکھا ہے نام نامی
تو امن کا پیامی پیغمبرِ گرامی

دستِ شفا و رحمت بازوئے حق پناہی
صورت میں تیری آئی خالق کی بادشاہی
کون و مکاں ہیں چاکر سارا جہاں سلامی
تو امن کا پیامی پیغمبرِ گرامی

انجیل حرفِ دانش انجیل حرفِ حکمت
اقوال ہیں محبت افعال ہیں ہدایت
جو رشکِ خسروی ہے وہ ہے تری غلامی
تو امن کا پیامی پیغمبر گرامی

بھیجی گئی ہدایت ہر دورِ زندگی میں
ایقان ہے ضروری اللہ کے نبی میں

نظمیؔ دلِ حزیں بھی ہے تیرا اک سلامی
تو امن کا پیامی پیغمبرِ گرامی

Forwarded with Compliments from the Department of Education Government of India.

مبارک ہیں وہ لوگ جو راستبازی کے بھوکے اور
پیاسے ہیں کیونکہ وہ آسودہ ہوں گے